Regd. L. No. 2595 — رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Regd. L. No. 2595 — رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

ہندوؤں بتاھبر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا واحد اخبار

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

THE NOOR QADIAN

ہر ماہ کی ۳ ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

T. 36.

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا۔
(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔
(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا۔
(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم بنانا۔

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۱۲ر
" ششماہی " ۶ر
سالانہ سرپرستوں سے ۵ر
" امراء " ۸ شلنگ
ممالک غیر سے

جلد ۲۶ | اخبار نور قادیان دارالامان مؤرخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۶ء مطابق ۳۰ رجب المرجب ۱۳۵۵ھ | نمبر ۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تناسخ محض وہم ہے

پچھلے دنوں مسٹر بروک وائر نے اپنے ایک لیکچر میں مسئلہ تناسخ کے حق میں کچھ کہا، اس پر خصوصاً آریہ پریس پھولا نہیں سماتا، اگر مسٹر موصوف تناسخ کی تائید میں کچھ دلائل بھی دیتے تو زیادہ اچھا رہتا تاکہ ہمیں ان دلائل پر غور اور وزن کرنے کا موقع مل سکتا، مگر محض دعوے جو دلیل سے بالکل عاری ہو اسے کون مانے، ہاں تناسخ کی تائید میں آریہ سماجی چند ایک دلائل دیا کرتے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

اول۔ اگر تناسخ نہیں تو لنگڑے لولے کیوں پیدا ہوتے ہیں، (دوم) اگر تناسخ نہیں تو امیر و غریب کیوں بنتے ہیں، بڑے سے بڑے دلائل تناسخ کے ماننے والوں کے یہی ہیں، اول تو ان میں سے یقینی بات کوئی بھی نہیں، یہ سب وہمی باتیں ہیں، اور انہوں نے عدم تدبر کی وجہ سے یہ نتیجہ نکالا ہے، کہ لنگڑے لولوں اور امیر و غریب کی پیدائش تناسخ کا نتیجہ ہے، حالانکہ یہ بات نہیں، قانون قدرت کی کچھ حدود ہیں، جو شخص بھی ان حدود کو توڑیگا یقینی طور پر وہ اس کا خمیازہ اٹھائیگا، اس معاملہ میں قانون قدرت کسی کا لحاظ نہیں کرتا، مثلاً ایک شخص بجائے اسوج اور کاتک کے پوس یا ماگھ کے مہینہ میں گندم بوتا ہے، اور پھر وہ شکایت کرتا ہے کہ میری کھیتی اچھا پھل نہیں لائی، جیسا کہ کاتک کے مہینوں والی دوسروں کی کھیتیاں سرسبز و شاداب نظر آرہی ہیں، صاف ظاہر ہے کہ اس شخص نے قانون قدرت کی خلاف ورزی کی اور اس کا پھل پایا، اگر وہ بھی کاتک کے مہینے میں اپنی گندم بوتا تو اسے شکایت کا موقعہ نہ ملتا، پھر ایک شخص گو وقت پر تو گندم بو دیتا ہے، مگر پیچھے آبیاری سے کام نہیں لیتا، قانون قدرت اس کا بھی لحاظ نہیں کریگا کیونکہ کھیتی کو سرسبز دیکھنے کیلئے صرف یہی نہیں کہ وقت پر بیج بویا جائے، بلکہ یہ بھی ہے کہ اس کے بعد باقاعدہ اس کی آبپاشی کی جائے، غرضیکہ جہاں بھی ہم قانون قدرت کو نظر انداز کریں گے، وہیں قانون قدرت ہمیں سزا دیگا، اور پھر کم از کم آریہ سماج کو تو تناسخ کے ثبوت میں یہ دلیل نہیں دینی چاہئے، کیونکہ خود سوامی دیانند صاحب اس سے اتفاق نہیں کرتے چنانچہ یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۸۸ کے ترجمہ میں سوامی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ

"عورت مرد گربھ دان (صحبت) کرتے وقت باہمی ملکر محبت میں سرشار ہوکر آنکھ کے ساتھ آنکھ، من کے ساتھ من، جسم کے ساتھ جسم ....

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

اچھوت اور ہندو

۶ ر ستمبر کا پرکاش لکھتا ہے کہ "ریاست جے پور کے ہریجن (اچھوت) ذات ابھیمانی (متکبر) گوجروں کے درہیوہار (مذموم طریقہ) سے بہت تنگ ہیں، پچھلے دنوں اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ کس طرح گھی کے پکوان بنانے کی وجہ سے گوجروں نے ہریجنوں پر سختیاں کیں، اور ان کا ناک میں دم کردیا، اس وقت دربار کی طرف سے گوجروں کو بتادیا گیا تھا کہ گھی کے پکوان ہریجن بھی بنا سکتے ہیں، اگرچہ یہ جھگڑا کچھ دیر کیلئے پولیس کی مداخلت سے مٹ گیا تھا، لیکن چونکہ ذات ابھیمانی گوجروں کی نہ تو عقل ٹھکانے آئی تھی، اور نہ پولیس نے زیادہ سختی سے کام لیا تھا، اسلئے وہ ہر موقع پر کوئی نہ کوئی بکھیڑا کرتے رہے، اب اطلاع آئی ہے کہ یہ جھگڑا زیادہ خطرناک صورت اختیار کر گیا ہے اور ہریجن اور گوجروں میں بلوہ ہوگیا ہے، گوجر چاہتے ہیں کہ ہریجن اپنے گھروں میں دروازے اور چوکھٹ نہ لگائیں، ان کی استریاں (عورتیں) چاندی کے زیور اور پھولدار لہنگے نہ پہنیں جہاں انہیں ہریجن استریاں (اچھوت اقوام کی عورتیں) چاندی کے زیور اور پھولدار لہنگے پہنے دکھائی دیتی ہیں وہ زبردستی اتروانے کی کوشش کرتے ہیں" اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہندو کسی صورت میں بھی اچھوتوں کو انسانیت کے حقوق دینے کیلئے تیار نہیں ہیں، جو قوم اتنا بھی برداشت نہیں کرسکتی، کہ انہی کی طرح دوسرے انسان اپنی جائز کمائی سے گھی کا پکوان کھاسکیں، یا چاندی کے زیور اور عمدہ لباس پہن سکیں، ان سے اور کیا توقع ہوسکتی ہے، اور یہ سلوک ہو بھی رہا ہے گوجروں کی طرف سے جنہیں منو کا قانون زیادہ سے زیادہ ویش کا درجہ دینے کیلئے تیار ہے اس سے برہمنوں اور کشتریوں کی ذہنیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اچھوتوں کو صرف اسلام ہی ہضم کرسکتا ہے

اچھوتوں کو اگر کوئی مذہب انسانی حقوق دے سکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہی ہے، جس میں کوئی اچھوت نہیں، سب مسلمان بھائی بھائی ہیں، اسلامی اخوت ایک مشہور ضرب المثل ہے، اور "اکرمکم عند اللہ اتقاکم" اس کا ماٹو ہے، یعنی اسلام میں وہی معزز ہے، جو زیادہ نیکوکار اور پرہیزگار ہے، مضائقہ نہیں خواہ کوئی ہو، اگر آج ایک ہریجن (اچھوت) مسلمان ہو جائے، تو صرف یہی نہیں کہ وہ بے تکلف گھی کا پکوان کھا سکتا ہے، بلکہ وہ ایک معزز سے معزز مسلمان کے ساتھ بیٹھکر بے تکلف کھا پی سکتا ہے، اور تمدنی حالت بہتر ہونے پر ایک معزز سے معزز مسلمان کو اس سے رشتہ ناطہ کرنے میں نہ صرف کوئی دریغ ہی ہوگا بلکہ فخر، کیا یہ باتیں سوائے اسلام کے کسی دوسرے مذہب میں مل سکتی ہیں؟ یقیناً نہیں، اگر سمجھدار ہندوؤں کو واقعی اچھوتوں سے ہمدردی ہے تو پھر ان کا یہ فرض ہونا چاہیئے، کہ وہ بغیر کسی تاخیر کے اچھوتوں کو یہ مشورہ دیں کہ وہ جلد سے جلد مسلمان ہوجائیں، کیونکہ بغیر اس کے ان کے دلدّر دور نہیں ہوسکتے، اور سمجھدار ہندو دل سے اسے تسلیم کرتے ہیں، ہاں یہ دوسری بات ہے کہ ایک یا دوسری مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا اظہار نہ کریں۔

ہندو عورتیں اور حق وراثت

آریہ گزٹ میں ایک صاحب نے ہندو استریوں (عورتوں) کے حق وراثت پر ایک مضمون لکھا ہے اور انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، کہ شاستر عورتوں کو حق وراثت دیتے ہیں، بہتر ہوتا کہ یہ صاحب کسی شاستر سے حوالہ بھی پیش کرسکتے، جہاں تک واقعات کا تعلق ہے، وہ اس کا ساتھ نہیں دیتے کیونکہ آج تک کوئی ایسی مثال ہندو تاریخ سے نہیں مل سکتی جس میں کسی عورت کو حکمرانی کے حقوق ملے ہوں، جیسا کہ اسلام کئی ایک مثالیں پیش کرسکتا ہے اور تلسی رامائن میں عورتوں کے متعلق جو ریمارک پاس کئے گئے ہیں، وہ اظہر من الشمس ہیں، چنانچہ لکھا ہے کہ ؎

ڈھول، گنوار، شودر، پشو، ناری
یہ سب تاڑن کے ادھکاری

اب میں اس کا ترجمہ دینا بھی مناسب نہیں سمجھتا، یہ ذہنیت ہندو مذہب میں عورتوں کے متعلق جو نظریہ پیش کررہی ہے، وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔

بُرا ماننے کی بات نہیں

۴ ر اکتوبر کا ریفارمر لکھتا ہے کہ "جنوبی ہندوستان میں اڑھائی ہزار کی چوٹیاں کاٹ کر مسلمان بنالیا گیا ہے" یہ کوئی بُرا ماننے کی بات نہیں ہے، تبلیغ کیلئے ہر ایک کے واسطے دروازہ کھلا ہے، مگر یہ تبلیغ یا پرچار نہایت امن اور ایماندارانہ طریق سے ہونا چاہیئے، اس میں جبر اور لالچ کا کوئی دخل نہ ہو، ہر ایک مذہب والا اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے اور پھر نتیجہ لوگوں پر چھوڑ دے

ع بر رسولاں بلاغ باشد و بس

۱۹۲۲ء میں آریہ سماج نے راجپوتانہ میں مسلمان ملکانوں کو جس مذموم طریق کے ساتھ ورغلانا شروع کیا تھا وہ کوئی قابل تعریف فعل نہ تھا، اس کا ہی یہ نتیجہ ہوا کہ ملک کی فضا بگڑ گئی، اگر ہم بجائے خوبیوں کے ایک یا دوسرے جذبہ کے اثر سے کسی کو اپنے میں شامل کر بھی لیں تو اس میں کوئی پائداری نہیں ہوگی، باہمی تعلقات میں جو بدمزگی پیدا ہوگی وہ مزید برآں۔

یہ سب قبل از وقت ہے

سکھوں کا اخبار شیر پنجاب لکھتا ہے کہ "حقیقت یہ ہے، کہ گورو نانک دیو نے اس بڑی آتما (ڈاکٹر امبیدکار) کو خود اپنے چرنوں کی طرف کھینچ لیا ہے اور ان کی ضمیر و قلب کو نور ایمان سے منور کردیا ہے ہمیں اچھوتوں کے سکھ بن جانے کا وہم و گمان بھی نہ تھا، ہم غفلت میں سوئے پڑے تھے، کہ گورو نانک دیو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

..... جس سے کروپ (بدصورت اور لنگڑی لولی) اولاد پیدا نہیں ہوگی"

اب صاف ظاہر ہے کہ جو بدصورت یا لنگڑی لولی اولاد پیدا ہوتی ہے، وہ پچھلے اعمال کا نتیجہ نہیں بلکہ سوامی دیانند کی اس مذکورۃ الصدر ہدایت کے نظر انداز کرنے کا نتیجہ ہے۔

باقی رہا، امیر و غریب کا فرق، اوّل تو یہ کوئی ثبوت نہیں ہے، کہ امیر لوگ یا عرف عام میں بڑے کہلانے والے سُکھ ہی حاصل کرتے ہیں، ہوسکتا ہے کہ ان کی زندگیاں غریبوں سے بھی زیادہ دُکھی ہوں۔ ایک بڑے مہاتما کا یہ قول ہے کہ

"بڑے بڑے جو دیسیں لوگا ۔ تنکو دیا ہیں مایا بھوگا"

یعنی جس قدر بڑے بڑے لوگ نظر آرہے ہیں، حقیقتاً یہ دنیاوی مشکلات میں بہت بُری طرح مبتلا ہیں، اور پھر آپ کے ہاں یہ ایک مشہور ضرب المثل ہے کہ

"پتوں راج راجوں نرک" یعنی عبادت سے سکھ یا حکومت اور پھر سکھ یا حکومت سے دوزخ ملتا ہے۔ اب ایسی ریاضت کے بجالانے کا کیا فائدہ، جس کا نتیجہ دوزخ ہو، اور پھر موجودہ جس قدر بڑے بڑے راجے مہاراجے ہیں، سب وہ غیر آریہ یا غیر ہندو ہیں، اب ایسے اعمال کے بجالانے کا کیا نفع جس کے نتیجہ میں ایک آریہ غیر آریہ بن جائے۔

ہاں یہ دلیل اس وقت مانی جاسکتی تھی، جب ایک شخص بغیر کوشش کے خود بخود امیر و کبیر بن جاتا اور دوسرا شخص باوجود لاکھ کوشش کے ناکام رہتا، مگر یہ دنیا تو جدوجہد اور عمل کا گھر ہے، جو لوگ دنیا میں جدوجہد اور عمل سے کام لیتے ہیں، وہ ننانوے فیصدی کامیاب رہتے ہیں، اور ایک فی صدی بھی جو ناکام رہتا ہے، اس کے بھی بعض باریک اسباب ہوتے ہیں، امتحان میں کامیاب وہی ہوتا ہے جو محنت کرتا ہے، آج تک بغیر محنت اور توجہ کے کسی کو کامیاب ہوتے دیکھا نہیں، اگر یہ دنیا محض تناسخ کا ہی نتیجہ ہوتی تو شری کرشن جی مہاراج گیتا میں "پرشارتھ" یعنی جدوجہد کی تاکید نہ کرتے، حالانکہ گیتا میں جس قدر جدوجہد کی تاکید کی گئی ہے، اُسے ہندو صاحبان زیادہ بہتر سمجھتے ہیں، اور خود ہندوؤں کا طریق عمل تناسخ کو باطل کر رہا ہے، اگر ان کے نزدیک یہ دنیا تناسخ کا ہی نتیجہ ہے تو پھر وہ کیوں بی اے، ایم اے کا امتحان پاس کرنے کے لئے اور تجارت وغیرہ میں کامیاب ہونے کے واسطے غیر معمولی جانفشانی سے کام لیتے ہیں، وہ کیوں نہیں چپ چاپ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہتے، کیونکہ جو کچھ انہیں ملنا ہے، گذشتہ اعمال کی وجہ سے ملنا ہے، لہذا انہیں دنیوی دھندوں سے بے فکر ہوکر صرف مندر میں بیٹھ کر پوجا پاٹھ کرتے رہنا چاہیئے۔

پھر اگر تناسخ کا عقیدہ درست ہوتا، تو چاہیئے تھا کہ لوگوں کو پچھلے جنم کی باتیں یاد رہتیں، مگر ایسا نہیں، باقی کبھی کبھی ہندو پرنسس کا یہ لکھ دینا کہ فلاں لڑکی یا لڑکا اپنے پچھلے جنم کے حالات بتلا رہا ہے، یہ کوئی حقیقت نہیں کیونکہ آپ لوگ تناسخ سب کیلئے مانتے ہیں، اس لئے اس کا اثر بھی سب پر ہی ہونا چاہیئے تھا، اور پھر جائے تعجب ہے کہ ایسی لڑکی یا لڑکا عموماً "ہندو" ہی ہوتے ہیں، جس کا یہ مطلب ہے کہ جب والدین باہمی آواگون کی باتیں کرتے ہیں، اور اس مسئلہ میں غیر معمولی دلچسپی لیتے ہیں تو اولاد کے تخیلات پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے، اور وہ ان سُنی سنائی باتوں کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتی ہے، اس سے بڑھ کر اس کی اور کوئی حقیقت نہیں۔

اور پھر سب سے بڑھ کر یہ قباحت ہے کہ اگر کوئی شخص عقیدہ تناسخ کو تسلیم کرنے، تو نہ صرف اسے گناہ کی ضرورت کو سختی سے محسوس کرنا پڑیگا، بلکہ یہ دنیا بھی اسے سراسر گناہ کا ظہور ہی نظر آئے گی، کیونکہ اگر کوئی شخص گناہ کرے، پھر وہ گندم، جو، ماش، مونگ وغیرہ بنے اور ہماری بقا قائم رہے، اور پھر کوئی شخص گناہ کرے، اور وہ گائے بھینس بکری وغیرہ بنے تو ہم اس کا دودھ پئیں، کوئی گناہ کرے تو وہ پھلدار درخت آم، سنگترے، اور سیب وغیرہ بنے اور ہم اس سے مستفیض ہوں، کوئی گناہ کرے تو وہ شیشم یا دیودار وغیرہ کا درخت بنے، اور اس سے ہم مکانات کی تعمیر کریں، لذیذ اور دلکش پھل، دودھ، اناج، خوبصورت پرندے، غرضیکہ دنیا کی یہ سب رونق، چہل پہل، گھما گھمی، سب گناہوں کا ہی نتیجہ ماننی پڑیگی، ایسا مسئلہ جس سے یہ دنیا سراسر گناہ کا ظہور ہی نظر آئے، جسقدر جلدی ہوسکے اس سے کنارہ کشی اختیار کرنی چاہیئے، اور اگر ہم ذرا تدبر سے کام لیں تو اس کی بطلان خود بخود عیاں ہوجاتی ہے، آدسرشٹی یا شروع دنیا میں جو لوگ پیدا ہوئے، ان کی بقا کیلئے اناج بھی ہوگا دودھ بھی، کیونکہ بغیر اس کے انسانی بقا مشکل، اب وہ اناج پیدا کرنے والے پودے، اور دودھ دینے والے جانور کس عمل کا نتیجہ تھے، کیونکہ اس سے قبل تو دنیا کوئی تھی ہی نہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ انسانوں کی بقا کیلئے بعض ارواح کو زبردستی ان جونوں میں دھکیل دیا گیا تو یہ صریح بے انصافی ہے، جو پرماتما کی ذات سے سراسر بعید ہے۔

اور پھر اگر تناسخ کو تسلیم کیا جائے تو انسان کو رحم اور مہربانی سے بالکل تہیدست ہونا پڑتا ہے، کیونکہ جب ایک غریب لنگڑا، لولا، اپاہج ایک تناسخ کے عقیدتمند صاحب توفیق کے سامنے مدد کیلئے ہاتھ پسارتا ہے تو وہ یہ دلیل دے کر اس کی مدد سے ہاتھ کھینچ سکتا ہے کہ یہ سب پچھلے جنم کے اعمال کا نتیجہ ہے جس کی تم یہ سزا بھگت رہے ہیں، ایسی حالت میں تمہاری مدد کرنا گویا خدا کے ساتھ جنگ کرنی ہے کیونکہ پرماتما نے جب تم کو سزا دی تو تم کو سزا سے نکالنا یہ مشیت ایزدی کے خلاف برسرپیکار ہونا ہے تو ایسا مسئلہ جو انسان کو ایسا سخت دل، بے رحم ہمدرد بنادے، اس مسئلے سے جسقدر بھی جلدی کنارہ کشی اختیار کی جائے۔ اچھا ہے ؂

معذرت

میں نے ۳ر اکتوبر کے پرچہ میں یہ لکھا تھا کہ اچھوت اودھار اور سکھ مذہب کے متعلق ۱۷ر اکتوبر کے پرچہ میں میں ایک مفصل مضمون لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں مگر اس دوران میں میری طبیعت ناساز ہوگئی، اور میں یہ مضمون نہ لکھ سکا، اب انشاء اللہ تعالیٰ ۳ر نومبر کے پرچہ میں یہ مضمون شائع ہوگا دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے ؂

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے اس روحانی فرزند۔ (ڈاکٹر امبیدکار) نے ہمیں شانے ہلا ہلا کر جگایا۔" یہ سب باتیں قبل از وقت ہیں، کچھ نہیں کہا جا سکتا، کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے، لیکن اس سے سکھوں کے اس جذبے کی جھلک صاف نظر آ رہی ہے، جس کے زیر اثر وہ اچھوتوں میں پرچار کر رہے ہیں، مگر چونکہ تمدن کے لحاظ سے بہت حد تک سکھ ہندو تمدن کے زیر اثر ہیں، اسلئے یہ کہنا کہ سکھ بن کر اچھوتوں کو تمدنی اور روحانی حقوق حاصل ہو جائیں گے، ذرا مشکل ہے، کیونکہ پنجاب جو سکھوں کا مرکز ہے، اس جگہ مذہبی، رہتیہ اور رامداسیہ سکھوں کے ساتھ جو اعلیٰ کہلانے والے سکھوں کا سلوک ہے، وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں، بجائے دوسرے صوبوں کی طرف نگاہ کرنے کے اگر سکھ صاحبان پنجاب میں ہی اچھوت اودھار کو زیادہ مضبوط کرتے، مذہبی اور رہتیہ سکھوں کی شکایات کو دور کرتے تو یہ زیادہ نتیجہ خیز رہتا ؎

تو کار زمیں را نکو ساختی ✤ کہ بر آسماں نیز پرداختی

اُردُو اور ہندی کا جھگڑا

ہندو صاحبان باوجود اپنے اخبارات کو اردو میں شائع کر کے اور اس کے ذریعہ کثیر الاشاعتی کا فخر کرتے ہوئے پھر اردو کی مخالفت میں جو ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہتے ہیں وہ صاف نمایاں ہے مگر پھر بھی کبھی نہ کبھی سچی بات ان کے منہ سے نکل ہی جاتی ہے، چنانچہ ۱۷ر اکتوبر کے پرتاپ کے ایڈیٹر مہاشہ لکھتے ہیں کہ "میں اپنی آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھنا نہیں چاہتا، اس لئے میں یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا، کہ اردو نے بھی ہمارے ملک میں ایسی جگہ حاصل کر لی ہے کہ اسے آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، اردو پڑھنے لکھنے والے اشخاص کی تعداد بھی کم نہیں، اردو میں بھی ہمیں نہایت شاندار لٹریچر ملتا ہے، اس لئے ہم اردو کو بھی چھوڑ نہیں سکتے"

اگر دوسرے ہندوؤں میں بھی اردو کے متعلق یہی ذہنیت پیدا ہو سکے تو اردو ہندی کا جھگڑا آج ہی ختم ہو سکتا ہے

اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا، کہ اردو نے نہ صرف یہی کہ شاندار لٹریچر ہی پیدا کیا ہے، بلکہ مختلف اقوام کے متحد کرنے میں بھی شاندار ملکی خدمت کی ہے، کیونکہ اردو قریباً تمام ہندوستان میں بولی اور سمجھی جا سکتی ہے، ایسی شاندار زبان اور اس کے شاندار لٹریچر کو نظر انداز کرنا صریح بے انصافی ہے۔

ویدپرچار اور آریہ سماج

۲۰ر ستمبر کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ "تین چار ہفتے ہوئے، میں نے جو مضمون آریہ گزٹ میں ویدپرچار فنڈ کے بارے میں لکھا تھا، اس میں بتایا تھا کہ سبھا کو پچھلے تین ماہ میں اس فنڈ میں تقریباً پانچ ہزار کا خسارہ ہوا ہے، اب چوتھا مہینہ گزر رہا ہے، اس مہینہ میں بھی تیرہ چودہ سو کا خسارہ ہوگا۔" ایک طرف آریہ سماج کا ویدپرچار (اشاعت) کے متعلق جو دعویٰ ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں، ان کے اخبارات میں بڑے موٹے حروف میں یہ لکھا ہوتا ہے ؏

"تعلیم وید پاک کی پھیلاؤ ہر طرف"

دوسری طرف آریہ سماج آج تک سوائے یجروید کے وہ بھی ہندی میں اور کسی وید کا ترجمہ نہیں کر سکی، آریہ سماج میں نہ تو روپیہ کی ہی کمی ہے، اور نہ سنسکرت دانوں کی، پھر یہ نتیجہ موجب تعجب ہے۔

مغربی فیشن کے نقصان

۲۰ر ستمبر کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ "بھاری خطرہ جو کہ اس وقت ہندوؤں کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہا ہے وہ مغربی رو میں بہہ جانے کا ہے، ہندو اپنے دھرم کو بھولے جا رہے ہیں اور پورا مغربی فیشن اختیار کئے جا رہے ہیں، پچھلے زمانہ میں استری جاتی (عورتوں) نے ہندو دھرم کو بچایا ہوا تھا، مگر آج کی ہندو دیویاں بھی اسی مغربی فیشن میں بہی جا رہی ہیں۔" بات یہ ہے کہ ہر ایک ملک کی الگ الگ رسمیں ہوتی ہیں اور وہ اسی ملک کے لئے ہی زیب دیتی ہیں، مغرب کی دیکھا دیکھی ہندوؤں نے عورتوں کا پردہ تو اُٹھایا مگر اس کی قباحتیں آج کسی تشریح کی محتاج نہیں، اب بھی اگر ہندو کوشش کریں، تو یہ رَو رُک سکتی ہے، ورنہ اس کے مذموم نتائج سے دوچار ہونا لازمی ہے ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردۂ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

تو پھر آب زمزم پر اعتراض کیوں؟

آریہ سماج نے کئی بار آب زمزم پر اعتراض کیا ہے مگر ۲۷ر ستمبر کو لاہور میں مشہور آریہ سماجی مہاشہ کرشن مالک پرتاپ کی زیر صدارت مٹن (کشمیر) کے متعلق ایک جلسہ ہوا، دوران تقریر میں مہاشہ موصوف نے کہا کہ مٹن (کشمیر میں ایک جگہ کا نام) آریہ جاتی کا ایک تیرتھ استھان ہے، وہاں کے چشمے کا پانی پوتر (مقدس) ہے، اسی فلاسفی کے ماتحت مسلمانوں کے معبدوں اور آب زمزم کی تقدیس کا مسئلہ بھی حل ہو سکتا ہے، اگر ہم ذرا بھی وسعت قلبی سے کام لیں تو کسی مذہب کی خوبی پر بھی ہمیں انگشت نمائی کا کوئی موقعہ نہیں مل سکتا، یہ موقع وہیں پیدا ہوتا ہے جہاں زاویہ نگاہ میں کچھ فرق ہو۔

تحفۂ اسلام

خدائے تعالیٰ خوش رکھے جناب مولوی محمد ظفر خانصاحب ایم۔اے پلیڈر گوڑگانواں کو جو باوجود عدیم الفرصت ہونے کے اسلام کی بینظیر خدمت بجا لا رہے ہیں اس وقت تک اسلام کے محاسن پر وہ کئی ایک مفید ٹریکٹ شائع کر چکے ہیں، زیر نظر ٹریکٹ اس قیمتی مالا کا چودہواں موتی ہے، جس میں اسلام کی خوبیوں اور برکات کو نہایت احسن طریق سے واضح کیا گیا ہے، طرز تحریر ایسی دلکش اور دلربا ہے کہ پڑھتے پڑھتے ہی اسلامی خوبیاں دل پر نقش ہوتی جاتی ہیں، لکھائی، چھپائی نہایت اعلےٰ خوبصورت پاکٹ سائز، صفحات ۱۴۴، قیمت کوئی نہیں، صرف ڈاکخانہ کے محصول کیلئے پانچ پیسہ کے ٹکٹ بھیجکر مفت

(نوٹ: اخبار ہذا کے خریداران کو مولوی محمد ظفر خانصاحب سے براہ راست منگوانے کا لکھیں۔ منیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اچھوتوں کیلئے ایک راستہ

بحالت موجودہ اچھوتوں کی ہندوستان میں جو پوزیشن ہے وہ سب کو معلوم ہے، کون نہیں جانتا کہ اچھوت باوجود ہماری طرح انسان ہیں لیکن اس ملک میں کروڑوں انسان ایسے ہیں، جو اُن کے ساتھ انسانوں کی طرح سلوک نہیں کرتے، بلکہ انہیں جانوروں سے زیادہ ذلیل وخوار سمجھتے ہیں، چنانچہ اس سلسلہ میں جبر واستبداد کے ایسے عجیب وغریب اور مضحکہ انگیز واقعات ہندوستان میں پیش آتے رہتے ہیں، کہ جنہیں سُنکر حیرت ہوتی ہے کہ اس دور آزادی میں انسانوں کے ساتھ ایسا شرمناک سلوک کس طرح جائز رکھا جاتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ حالت قابل برداشت ہے؟ اور کیا مسلمانوں کو اسکی اصلاح میں حصہ لینے کی ضرورت نہیں ہے؟ ہماری قطعی رائے ہے کہ ان لاکھوں کروڑوں انسانوں کی اصلاح وفلاح کیلئے سعی و کوشش کرنا مسلمانوں کا ایک مذہبی واخلاقی فرض ہے بلکہ بحیثیت ایک محب وطن کے بھی اُن کا یہ فرض ہے کہ وہ ایک درماندہ قوم کو اُبھارنے اور مرتبہ انسانیت پر پہنچانے کیلئے جدوجہد کریں۔

ہمارے سیاسی لیڈر اپنے مصالح کے لحاظ سے اسے جائز رکھیں یا نہ رکھیں، اور گاندھی جی مسلمانوں کی مداخلت پسند کریں یا نہ کریں، مسلمانوں میں اگر کچھ بھی احساس ہے تو اُنہیں اپنا فرض بے دریغ وبے تامل ادا کرنا چاہیئے۔ یہاں تک کہ اگر خود اچھوتوں کی طرف سے بھی بے نیازی پائی جائے، جب بھی مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ جس چیز کو وہ نوع انسان کی فلاح وبہبودی کیلئے ضروری سمجھتے ہیں، ان کے سامنے پیش کردیں۔ کفار مکہ اسلام سے تنفر کرتے تھے، لیکن اسلام ان کے سامنے پیش کیا گیا، کیوں؟ اسلئے کہ اپنے ابنائے جنس کو فائدہ پہنچانا اور صداقت کو ان کے سامنے پیش کرنا ہر شریف انسان کا فرض ہے جو اسے ادا کرنا چاہیئے۔

حقیقت یہ ہے کہ اچھوتوں کا مسئلہ جیسی توجہ کا مستحق ہے، اب تک اس پر ایسی توجہ نہیں کی گئی، بلکہ ان اچھوتوں یا شودروں کے معاملہ میں مسلمان آج ہی نہیں شروع سے غلطی کرتے رہے، اور اُنہوں نے اپنے عہد حکومت میں بھی ان پسماندہ قوموں کے سامنے باقاعدہ طور پر اسلام کو پیش کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی، یعنی اُنہیں اپنے حال پر چھوڑ دیا، کہ جو چاہیں کریں، حالانکہ اگر اپنے زمانہ اقتدار میں وہ ان کی طرف توجہ کرتے تو آج خدا کی یہ مخلوق اس ذلت ومصیبت کی حالت میں مبتلا نہ ہوتی، یہ فراخدلی اور بے تعصبی کا صلہ مسلمانوں کو کیا ملا؟ یہ کہ وہ اس دور تنگ نظری وکوتاہ بینی میں ان پر یہ شرمناک الزام لگایا جاتا ہے کہ اُنہوں نے اپنے ایام حکومت میں غیر مسلموں کو بزور شمشیر اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا حالانکہ یہ ایک کھُلی ہوئی حقیقت ہے کہ اگر مسلمانوں نے مذہب کے معاملہ میں جبر واکراہ سے کام لیا ہوتا تو آج ہندوستان میں ان معترضین کا وجود نہ ہوتا،

مثلاً اسلامی عہد حکومت میں آگرہ اور دہلی شمالی ہند میں مسلمانوں کی تہذیب وتمدن کا گہوارہ اور حکومت کے عروج واقتدار کا مرکز تھے، جہاں صدیوں تک مسلمانوں کا آفتاب اقبال پوری آب وتاب سے درخشاں رہا مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہاں غیر مسلم اقوام کی آبادی مسلمانوں سے زیادہ ہے، یعنی **ضلع آگرہ** میں جملہ اقوام کی آبادی ۱۰۴۸۳۱۶ ہے جس میں مسلمان صرف ۱۵۱۷۱۳ ہیں، اسی طرح **صوبہ دہلی** میں جملہ اقوام کی آبادی ۶۳۶۲۴۶ ہے جس میں مسلمانوں کی تعداد صرف ۲۰۶۹۶۰ ہے کون کہہ سکتا ہے اگر مسلمانوں کی یہ پالیسی ہوتی، کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جائے تو خود مرکز حکومت میں جہاں انہیں ہر قسم کی قوت وطاقت حاصل تھی، مسلمانوں کی تعداد اس قدر قلیل نہ ہوتی، یہ ظاہر ہے کہ اسلامی دور حکومت کے بعد غیر مسلم کسی معجزانہ طریقہ سے ان علاقوں میں نہیں بڑھے ہیں۔

بے شبہ آغاز اسلام کے فاتحین، یعنی عرب جہاں جہاں پہنچے، ایک تبلیغی واصلاحی جذبہ لیکر پہنچے، اور انہوں نے اپنے اخلاقی اثر اور حسن عمل سے لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرلیا، اور بڑی بڑی آبادیاں اس طرح دائرہ اسلام میں داخل ہوگئیں، کہ مذہب کے ساتھ ساتھ ——

ان کے اعمال واخلاق بدل گئے، ذہنیت بدل گئی، یہاں تک کہ زبان بھی بدل گئی، لیکن ہندوستان کے فاتحین کی یہ حالت نہ تھی، ان کا طریقہ کار دوسرا تھا، اس لئے ان کے اثر سے یہاں کے علوم وفنون اور تہذیب و تمدن پر تو بے شبہ عمیق اثر پڑا اور بہت سی لوگوں نے ان سے تہذیب وشائستگی سیکھی، لیکن مذہب کے معاملہ میں ان فاتحین نے احتیاط سے کام لیا، انہیں کیا خبر تھی، کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ وہ باوجود اپنی فراخدلی بے تعصبی، اور وسعت قلب کے ظالم وجابر سمجھے جائینگے۔

بہرحال جو غلطی پہلے ہوچکی ہے، آئندہ اس کا اعادہ نہ ہونا چاہیئے، اور اگر مسلمانوں کو ہندوستان میں رہنا ہے، تو ان کا فرض ہے کہ وہ اپنی ہر ہموطن قوم کی نقل و حرکت پر ہوشمندی سے نظر رکھیں، کہ وہ کیا کرتی ہے اور کیا کرنا چاہتی ہے، مسلمان اس ملک میں تنہا نہیں ہیں بلکہ دوسری قوموں کے ساتھ رہتے ہیں، اس لئے وہ دوسروں سے بے نیاز ہوکر زندگی نہیں بسر کرسکتے، لہٰذا انہیں ایک زندہ اور حوصلہ مند قوم کی طرح ان تمام معاملات میں جو ملک میں پیش آئیں، حصہ لینا چاہیئے۔

مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے، کہ ہندوستان میں جو انقلاب بھی پیش آئیگا، بالواسطہ یا بلاواسطہ اس کا اثر ان کی قوم پر بھی پڑیگا، اس زمانہ میں کسی قوم کا یہ سمجھنا یا کوشش کرنا کہ اس کو دوسروں کے معاملات سے کوئی تعلق نہیں یا وہ غیر جانبدار رہ کر اطمینان سے زندگی بسر کرسکتی ہے ایک خیال باطل اور سعی بے حاصل ہے، موجودہ عہد کی سیاست، تجارتی کاروبار، اور بین الاقوامی مسائل نے مختلف قوموں کے معاملات کو اس طرح ایک دوسرے سے وابستہ کردیا ہے، کہ اس سے نجات ممکن نہیں۔

جب صورت واقعہ یہ ہے تو ہندوستان کے مسلمان اس زبردست انقلاب سے جو اچھوتوں کے تبدیل مذہب کے سلسلہ میں پیش آنے والا ہے بے تعلق نہیں رہ سکتے، اگرچہ "تبدیل مذہب" کا معاملہ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، ایک خالص مذہبی معاملہ ہے، لیکن موجودہ صورت حالات نے اس معاملہ کو بہت کچھ سیاسی اہمیت بھی دیدی ہے اسلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مذہبی و سیاسی دونوں حیثیت سے مسلمانوں کو اس معاملہ پر توجہ کرنا لازم ہے، کیونکہ مذہب سے مسلمان کسی حالت میں بے نیاز نہیں ہو سکتے، اور سیاست سے نجات ممکن نہیں، ہم ہزار پہلو بچائیں، لیکن خارزار سیاست میں ہمارا دامن اُلجھ کر رہے گا۔

برادران وطن کے بہت سے سربرآوردہ لیڈر بھی جو اچھوتوں کے معاملہ سے دلچسپی لے رہے ہیں، ان کی جدوجہد کا مقصد بھی اچھوتوں کی فلاح نہیں ہے، بلکہ وہ اس معاملہ کو سیاسی نقطۂ نظر سے دیکھ رہے ہیں، یعنی یہ کہ اس تبدیلی کا اثر ان کی قوم پر کیا پڑے گا، ڈاکٹر منجے اور ڈاکٹر امبیدکار کا جو خفیہ معاہدہ شائع ہوا ہے اس سے یہ حقیقت صاف طور پر آشکار ہو جاتی ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ ڈاکٹر منجے نے جو خود سکھ نہیں ہیں ڈاکٹر امبیدکار کو سکھ مذہب قبول کرنے کی جو ترغیب دی وہ اس بناء پر نہیں ہے، کہ اس سے اچھوتوں کو کوئی روحانی یا مادی فائدہ پہنچے گا، اور نہ یہ امر اُن کے پیش نظر ہے، کہ اس طریقہ سے وہ سکھ مذہب کو فائدہ پہنچائیں، بلکہ جیسا کہ "مخفی معاہدہ" میں (جو ان کے علی الزعم شائع ہو گیا ہے) انہوں نے خود بتایا ہے، اس تجویز کا اصلی مقصد یہ ہے کہ

"دائرہ اسلام میں اچھوت جاتیوں کے لانے کے لئے جو پروپیگنڈا ہو رہا ہے اس کا مقابلہ کیا جائے"

گویا یہ سب کچھ ایک سیاسی کھیل ہے، جس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہے، کہ اچھوتوں کے نکل جانے سے ہندو قوم کی تعدادی اہمیت کم نہ ہو جائے، جو آخر کار ان کی سیاسی اہمیت کو گھٹا دے گی، اور اگر اچھوت اس حد تک بیزار اور برداشتہ خاطر ہو چکے ہیں، کہ وہ آئندہ ہندو مذہب میں نہیں رہ سکتے، تو کم از کم سکھ مذہب قبول کر لیں، اس طریقہ سے وہ ہندو قومیت سے جدا بھی نہ ہونگے، اور مسلمانوں، نیز حکومت کے متعلق بھی ان کی ذہنیت ہندو قوم سے مختلف نہ ہوگی۔

ڈاکٹر امبیدکار اگرچہ تبدیلی مذہب کے زبردست حامی ہیں، لیکن ان کا نقطۂ نظر بھی ڈاکٹر منجے سے کچھ مختلف نہیں ہے، ہندو قومیت سے یکسر بے تعلقی وہ بھی نہیں چاہتے، وہ تسلیم کرتے ہیں کہ

"اسلام اچھوتوں کو وہ تمام ضروریات مہیا کرتا ہے، جن کی انہیں ضرورت ہے مالی طور پر اسلام کی پشت پر لامحدود ذرائع موجود ہیں، مجلسی طور پر مسلمان ہندوستان کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں وہ اچھوت ذاتوں کے نومسلموں کا پورا پورا دھیان رکھتے ہیں اور ان کی ہر طرح مدد کر سکتے ہیں"

اسی طرح وہ ایک حد تک یہ بھی اعتراف کرتے ہیں کہ مسیحی مذہب اختیار کرنے سے بھی اچھوتوں کو کچھ فائدے حاصل ہوں گے، لیکن سکھ مذہب کے متعلق ان کی یہ رائے ہے کہ وہ اچھوتوں کیلئے کچھ زیادہ مفید نہ ہوگا، کیونکہ

"ان کی (سکھوں کی) تعداد صرف ۴۰ لاکھ ہے، اسلئے یہ مالی ضروریات پوری نہیں کر سکتے، مجلسی طور پر بھی وہ اچھوتوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتے، وہ صرف پنجاب میں محدود ہیں، اس لئے اچھوتوں کی کوئی مدد ان سے نہیں ہو سکتی"

اس کے علاوہ ڈاکٹر امبیدکار یہ بھی سمجھتے ہیں کہ "سیاسی طور پر سکھ مذہب اسلام یا عیسائیت کی نسبت خسارے میں ہے، پنجاب سے باہر ملازمت یا قانون ساز مجالس میں نمائندگی کیلئے سکھوں کے حق کو تسلیم نہیں کیا جاتا لیکن یہ سب کچھ سمجھنے کے بعد بھی وہ سکھ دھرم کو نہ صرف مسیحیت بلکہ اسلام پر بھی ترجیح دیتے ہیں اس لئے کہ

"اگر ہندو زاویہ نگاہ سے جو بہترین ہے دیکھا جائے، تو تینوں میں سے سکھ مذہب بہتر رہے گا، اگر اچھوت اسلام یا عیسائی مذہب کو اختیار کریں، تو وہ نہ صرف ہندو دھرم کے دائرہ سے نکل جائیں گے، **بلکہ ہندو تمدن کے حلقہ سے بھی باہر ہو جائینگے**۔ برخلاف اس کے اگر وہ سکھ ہو جائیں، تو وہ ہندو تہذیب کے حلقہ میں ہی رہیں گے، ہندوؤں کیلئے یہ کم فائدہ والی بات نہیں ہے"

ڈاکٹر امبیدکار صرف اسی پر قناعت نہیں کرتے بلکہ اور زیادہ وضاحت سے کہتے ہیں۔

"اگر وہ (اچھوت) مسلمان بن جائیں تو مسلمانوں کی تعداد دُگنی ہو جائے گی اور **مسلمان غلبہ کا خطرہ یقینی بن جائیگا**"

مندرجہ بالا بیانات سے دو باتیں صاف طور پر ظاہر ہوتی ہیں، ایک یہ کہ ان لوگوں کو کسی مذہب کی صداقت سے کچھ غرض نہیں، بلکہ وہ بنیوں کی طرح مول تول کر رہے ہیں کہ کون سا سودا نفع کا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ اس قدر قدامت پسند اور تنگ حوصلہ ہیں کہ باوجود ہر قسم کی ذلت و تکلیف کے پرانے دائرہ سے نکلنا اور ہندو قومیت سے علیحدہ ہونا نہیں چاہتے ہیں، ایسی صورت میں ان کے سامنے اسلام کے محاسن پیش کرنا بالکل غیر ضروری ہے، البتہ اُنہیں یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ جو سودا وہ کر رہے ہیں یہ کوئی نفع کا سودا نہیں ہے، اور جب تک وہ ہندو تہذیب و تمدن کے حلقہ میں رہیں گے، ان کیلئے فلاح کی کوئی صورت نہیں، اور محض یہ خفیف سی تبدیلی کہ وہ **سکھ دھرم** اختیار کر لیں، ان کیلئے کچھ بھی سود مند ثابت نہ ہوگی، بلکہ جیسا کہ ہم نے پچھلے **مقالہ** میں عرض کیا ہے، اس صورت میں بھی چھوت چھات کی لعنت اُن پر بدستور مسلط رہے گی، اور وہ مساوات جس کے لئے وہ بیتاب ہیں، انہیں کبھی حاصل نہ ہوگی، گویا جس وقت تک اچھوت کسی ایسے مذہب کے دائرہ میں رہیں گے، جو ہندوستان کی پیداوار ہے، حقیقی مساوات کبھی نہ حاصل کر سکیں گے، اور اونچی ذات والے انہیں بدستور اپنے سے کمتر سمجھتے رہیں گے، اس لئے اچھوتوں کیلئے واحد تدبیر یہی ہے کہ وہ اس دائرہ سے ہمیشہ کے لئے نکل کر اسلام کی وسیع برادری میں داخل ہو جائیں، ڈاکٹر امبیدکار کا یہ کہنا کہ

"اگر وہ مسلمان بن جائیں تو مسلمانوں کی تعداد دوگنی ہو جائے گی اور مسلمان غلبہ کا خطرہ یقینی بن جائیگا"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک عجیب ذہنیت ہے، اگر ایسا ہوا تو اس سے ڈاکٹر امبیدکار یا اچھوتوں کو کیا خطرہ ہے، جبکہ وہ خود اسی برادری میں پورے طور پر داخل ہو جائیں گے جس کے غلبہ کا خطرہ وہ ظاہر کرتے ہیں، لہٰذا اگر مسلمانوں کا غلبہ ہوا، تو یہ خود ان کا اور ان کی قوم کا غلبہ ہوا اور اگر مسلمانوں کی تعداد بڑھی تو گویا خود ان کی تعداد بڑھی یعنی اگر تعداد کی یہ کثرت بالفرض کوئی "خطرہ" ہے تو یہ خطرہ ان کے یا ان کی قوم کیلئے تو نہیں ہے جبکہ وہ خود بھی اسلام کی اس عالمگیر برادری میں شامل ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم اچھوتوں کی اس پوزیشن اور ڈاکٹر امبیدکار کی اس ذہنیت کے سمجھنے سے قاصر ہیں، کہ ایک طرف تو وہ ہندو مذہب سے اپنی بیزاری کا صاف صاف اعلان کرتے ہیں، اور بار بار یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم تبدیل مذہب کا قطعی فیصلہ کر چکے ہیں، دوسری طرف یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ

"اگر اچھوت اسلام یا عیسائی مذہب کو اختیار کریں تو وہ نہ صرف ہندو دھرم کے دائرہ سے نکل جائینگے، بلکہ ہندو تمدن کے حلقہ سے بھی باہر ہو جائینگے"

سوال یہ ہے کہ جب آپ ہندو دھرم سے بیزار ہیں اور اس سے نکلنا چاہتے ہیں، تو "ہندو تمدن کے حلقہ سے باہر" ہو جانے کا آپ کو کیوں افسوس ہے، کیا یہ وہی تمدن نہیں ہے، جس کی بدولت آپ ہزاروں برس سے غلامانہ زندگی بسر کر رہے ہیں، اور انسانیت کے معمولی حق سے بھی محروم ہیں، اگر اس پر بھی "ہندو تمدن کا حلقہ" آپ کو اس قدر عزیز ہے تو ترک مذہب کی ضرورت کیا ہے؟ اور یہ واویلا کیوں ہے کہ ہم ذلیل و خوار سمجھے جاتے ہیں، اسی حالت پر قناعت کیجئے، کوئی شخص آپ کو "ہندو تمدن کے حلقے" سے باہر نہیں نکالے گا۔

لیکن اگر آپ میں احساس و خودداری ہے اور عزت نفس کا بھی خیال ہے تو اس حلقہ سے باہر نکلنے کی کوشش کیجئے، جب آپ اسلام قبول کر لیں گے تو وہ خود آپ کو ایک تہذیب اور ایک تمدن پیش کریگا اور آپ کو کسی فرسودہ تمدن پر گریہ و بکا کی ضرورت نہ رہے گی، وہ تہذیب و تمدن کیا ہے؟ ع

قدر ایں بادہ نہ دانی بخدا تا نہ چشی

جب آپ خود کہتے ہیں کہ

"اسلام اچھوتوں کو وہ تمام ضروریات مہیا کرتا ہے، جس کی انہیں ضرورت ہے"

تو اب سوال یہ ہے کہ "تمام ضروریات" پوری ہو نے کے بعد اب آپ کی وہ کون سی ضرورت باقی ہے جس کیلئے آپ ہندوستان کے فرسودہ تمدن کا سہارا ڈھونڈھتے ہیں، اور اس کے حلقہ سے باہر ہو جانے کا آپ کو غم ہے، اگر یہ تمدن واقعی اس لائق ہے کہ اس کے حلقہ سے باہر ہو جانا، آپ کسی طرح پسند نہیں کرتے تو پھر وہ کون سی چیز ہے، جس نے آپ کو تبدیل مذہب پر آمادہ کیا ہے؟

یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اس کہنہ تمدن اور نظام معاشرت نے آپ کی تمام دماغی و ذہنی قوتوں اور صلاحیتوں کو یکسر برباد کر دیا، اور ذات پات کی تقسیم جو اس تمدن ہی کا کرشمہ ہے، آپ کی حیات قومی کیلئے پیام مرگ ثابت ہوئی، تو اب اس تمدن میں وہ کونسی دلکشی ہے، جو آپ کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے، کیا یہ ذہنیت ہزاروں برس کی غلامانہ زندگی کا نتیجہ تو نہیں ہے؟

ڈاکٹر امبیدکار اگر واقعی طور پر اچھوتوں کے ہوا خواہ ہیں، تو انہیں معلوم ہونا چاہئے، کہ ان کی یہ "کجدار و مریز" کی پالیسی اچھوتوں کیلئے کبھی مفید ثابت نہ ہو گی ان کی قوم کیلئے نہ سکھ دھرم مفید ہوگا، نہ مسیحیت، صرف اسلام ہی ان کے مستقبل کو شاندار بنا سکتا ہے۔

سکھ دھرم اور اسی طرح ہندوستان کے دوسرے دھرم ان کو ساری عمر اسی چکر میں رکھیں گے، جس میں وہ ہزاروں برس سے پھنسے ہوئے ہیں، مسیحیت بلاشبہ ایک غیر ہندوستانی مذہب ہے، لیکن مساوات وہاں بھی نصیب نہ ہوگی، کالے گورے کا امتیاز وہاں بھی موجود ہے، جو روزمرہ کا مشاہدہ ہے، اور اس کے ثابت کرنے کیلئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں، لیکن محض مثال کے طور پر ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے، جو ابھی حال میں اخبارات نے شائع کیا ہے۔

"کیرالہ مسلم مشن کے اہتمام سے ریاست ٹراونکور میں ایک جلسہ ہوا تھا، مسٹر اسمٰعیل سلیٹھ صدر جلسہ کی تقریر اس قدر مؤثر ثابت ہوئی کہ پچیس اچھوت لیڈروں نے فوراً اسلام قبول کر لیا، ان لیڈروں مسٹر کے پی پدمنابھان آئس جو ایک مقامی اخبار کے ایڈیٹر ہیں، مسٹر کے پی گوندن آئس جو ایک خاص اصلاحی تحریک کے روح رواں ہیں، مسٹر ایس کوچوکرشنا بائنکر اور ایس سنتھالنگم جو اونچے خاندان کے دولتمند ارکان ہیں، حلقہ اسلام میں داخل ہوئے، ان کے مسلمان ہوتے ہی جنوبی ہند میں قبول اسلام کے انفرادی واقعات رونما ہونے لگے۔

حلقہ کے لاٹ پادری نے محسوس کیا کہ اس کے پاس دولت ہے، اثر ہے، سرکاری حمایت ہے مگر اچھوت محض اسلام کی "عملی مساوات" سے متاثر ہو کر مسلمان ہو رہے ہیں، اسلئے ترچناپلی کے بڑے کلیسا کی طرف سے یہ فرمان نافذ کر دیا گیا ہے کہ جہاں تک ہندوستانی گرجا گھروں کا تعلق ہے، اچھوت مساوات کے مستحق ہیں۔

اس فرمان کے نفاذ کا یہ اثر ہوا کہ اونچے طبقہ کے عیسائی عوام برہم ہو گئے، ترچناپلی میں رومن کیتھلک عیسائیوں کا ایک فوری اجتماع سینٹ فرنسس چرچ میں "اے امرتھا سوامی" کی صدارت میں منعقد ہوا مسٹر جی لورڈو سوامی بلائی وائس پریسیڈنٹ چرچ کمیٹی نے احتجاجی تقریر کی، اور کہا کہ لاٹ پادری نے جلد بازی سے کام لیا ہے، سابق لاٹ پادری نے کبھی ایسا نہیں کیا، بلکہ ذات پات کی تمیز روا رکھی، مسٹر ٹی گرو سوامی نے کہا کہ ہم اپنے حقوق کیلئے لاٹ پادری سے جنگ کرینگے مسٹر ایس آر سوامی نے کہا کہ یہ فرمان مساوات کی نہیں فساد کی جڑ ہے، مسٹر ایم ساوری ماتھو پلائی نے کہا کہ لاٹ پادری صاحب یوروپین اور اینگلو انڈین کے لئے علیحدہ علیحدہ نشست معین کر کے امتیاز روا رکھتے ہیں، لیکن ہم کالے ہندوستانیوں سے کہتے ہیں کہ اچھوتوں کے ساتھ بیٹھو ہم نماز پڑھنا چھوڑ دیں گے۔ کیونکہ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اچھوتوں کی اصلاح کا شور مچانے والے اچھوتوں سے ملنا درکنار، ان کو اپنے دروازے کے سامنے دیکھنا گوارا نہ کریں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مذہب اسلام اور اچھوت اقوام

دنیا میں ایسی مثالیں بہت سی مل سکتی ہیں، کہ عیسائیوں اور ہندوؤں نے محتاجوں، غریبوں اور مفلسوں کی دستگیری اور امداد کیلئے محتاج خانے، شفاخانے، اور خیرات خانے قائم کئے ہوں، سدابرت اور پیاؤ لگائے ہوں، لیکن ایک بھی مثال ایسی نہیں مل سکتی کہ جو لوگ اور جو قومیں اپنے جائز حقوق انسانیت سے محروم ہیں، ان کے وہ حقوق انہیں واپس دیدئے گئے ہوں، ہندوستان کے قدیم باشندے جو اب سے دو ہزار سال پہلے فتحمند آریوں کے مقابلہ میں شکست یاب ہوکر شودر، اچھوت، چنڈال، ہریجن، کمین، غلام، خدمتگار قرار دئے گئے وہ آج تک دو ہزار سال گزرنے کے بعد بھی کم وبیش اسی حالت میں نظر آتی ہیں اور ان کی ذلت ومحکومی وغلامی مستقل رکھنے کے لئے ایسے ایسے زبردست سامان کئے گئے، جن سے ان کا آزاد ہونا آجتک غیر ممکن رہا ہے، ان کو جاہل رکھنے اور ان کی دماغی نشوونما روکنے کی دور رس اور محکم تجاویز نے ان کے اندر سے ترقی کرنے اور اعلیٰ مرتبہ پر پہنچنے کی تمنا اور آرزو تک کا استیصال کردیا ہے اور وہ اپنی اسی ذلیل حالت پر ہزارہا سال سے مطمئن اور رضامند چلے آتے ہیں وہ خود اپنے کو پلید یقین کرتے اور کسی دوجنمہ ہندو مثلاً برہمن وغیرہ کی کھانے پینے کی چیزوں کو نہیں چھوتے، عبادت گاہوں اور مندروں میں وہ دوجنمہ ہندوؤں کے ساتھ مل کر خدائیتعالےٰ کی عبادت بھی نہیں کرسکتے، گویا ان کا پیدا کرنے والا بھی کوئی دوسرا ہی خدا ہے وہ جس طرح ہر ایک مکان میں داخل نہیں ہوسکتے، ہر ایک عبادت گاہ میں عبادت نہیں کرسکتے، اسی طرح بعض راستوں اور شہروں کے بعض محلوں کی سڑکوں پر بھی نہیں چل سکتے، وہ خاص خاص قسم کی لذیذ غذائیں تیار کرنے اور کھانے کا بھی حق نہیں رکھتے، مثلاً اگر گھی کا پکوان پکائیں، تو ہندوستان کے بعض علاقوں میں اس جرم کی پاداش خوب پٹنا اور مار کھانا ہے، اچھوتوں کی ان مصیبتوں کو کم کرنے اور اچھوتوں کو کامل انسانی حقوق عطا کرنے اور ان انسانیت کش قیود کے دور کردینے کا

یہ حالات پڑھنے کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ مسیحیت قبول کرنے کے بعد اچھوتوں کو مساوات حاصل ہوگی، اس موقعہ پر تو "گورے اور کالے" کا سوال بھی نہیں تھا، بلکہ لاٹ پادری صاحب نے اپنی فیاضی سے صرف "ہندوستانی گرجا گھروں" میں یہ اجازت دی تھی کہ سب کالے کالے برابر ہیں۔ اور انہیں باہم حق مساوات حاصل ہے، لیکن "اونچی ذات کے کالے" اس پر راضی نہیں ہوئے، کہ "نیچی ذات کے کالے" گرجا میں ان کے ساتھ بیٹھ کر خدا کی عبادت کریں، اونچی ذات والے کالوں کی یہ ذہنیت نتیجہ ہے اسی کہنہ اور فرسودہ تمدن کا جس کا اثر ابھی تک ان کے رگ ریشہ میں موجود ہے، اور اس حد تک موجود ہے کہ وہ نماز چھوڑ دینے پر آمادہ ہیں، مگر اس کیلئے تیار نہیں، کہ غریب اچھوت ان کے ساتھ تھوڑی دیر کیلئے بھی عبادت میں شریک ہوسکیں، جب اچھوتوں کی ذلت اس درجہ تک پہنچ گئی ہے کہ وہ اپنے ہموطن کالوں کے ساتھ بھی بیٹھ کر عبادت نہیں کرسکتے، تو کیا گوروں تک ان کی رسائی ممکن ہے؟

اب رہا اس معاملہ میں مسلمانوں کا طرز عمل، تو وہ سب کے سامنے ہے، ان کے یہاں اونچی اور نیچی ذات والوں کیلئے علیحدہ علیحدہ مسجدیں نہیں ہیں، ان کے یہاں کوئی انسان اچھوت نہیں ہے، عبادت میں باہم کوئی امتیاز نہیں ہے، ہر مسلمان خواہ وہ ذات کا مہتر ہو، نہ صرف عام مساجد میں بلکہ خانہ کعبہ میں ایک شریف سید یا ایک مسلمان فرماں روا کے ساتھ ایک ہی جماعت میں شریک ہوکر نماز پڑھ سکتا ہے۔

پس اگر یہ سچ ہے کہ اچھوت، مساوات کے طالب ہیں، اور اگر یہ سچ ہے کہ وہ اس ذلیل حالت سے نکل کر عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ اور اگر یہ سچ ہے کہ وہ غلامانہ زندگی سے اکتا کر آزادی حاصل کرنے کے لئے بیتاب ہیں، تو انہیں اسلام کی طرف آنا چاہیئے، کیونکہ اسلام کے سوا دنیا کا کوئی مذہب انہیں **مساوات اور آزادی** کی نعمت عطا نہیں کریگا، اسلام وہ ہے جس نے غلاموں کو تخت شاہی پر پہنچایا ہے جسکی شاہد خود ہندوستان کی تاریخ ہے، وہ کسی قوم کی آزادی نہیں چھینتا، بلکہ غلاموں کو آزادی عطا کرتا ہے ٭

(کانفرنس گزٹ)

رحم دل اور خیرات کردینے والے ہندوؤں کو خیال بھی نہیں آتا، اور خیال کیسے آسکتا ہے، جبکہ وید اور منوسمرتی وغیرہ مذہبی شاستر اور ہزارہا سال کا طرز عمل آج تک موجود ہے اور اسی لئے ان قیود کے باقی رکھنے پر ان کو اصرار ہے، اسی طرح یورپین لوگوں کے عبادت خانے میں کوئی ہندوستانی پادری امامت کا عہدہ نہیں پاسکتا، اب اسلام اور مسلمانوں کی حالت پر غور کیجئے، کہ صحابہؓ کی جماعت سے بڑھکر مسلمانوں میں کوئی جماعت مستحق اکرام نہیں سمجھی جاتی صحابہ کرامؓ میں بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں، جو غلام تھے، ایک سے زیادہ مرتبہ فروخت ہوکر مختلف خاندانوں میں خدمتگاری وغلامی کرچکے تھے، سیاہ فام تھے، جب اسلام میں داخل ہوکر نور ایمان سے منور ہوئے تو عرب کے شریف سے شریف خاندانوں اور فرمانروا سلطانوں کو ان کے پاؤں دبانے اور فاروق اعظمؓ جیسے عظیم الشان وجلیل القدر خلیفہ (شہنشاہ) کو "میرے سردار بلالؓ" کہکر مخاطب کرنے میں کوئی تامل نہ تھا، حضرت اسامہ بن زیدؓ جو عرب جاہلیت کے نزدیک غلام بن غلام کہے جاتے ایک جرار فوج کے سپہ سالار ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی فوج کے ایک سپاہی ہیں۔

حضرت فاروق کی مثال - حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں جب مدینہ منورہ سے بیت المقدس تک سفر کیا تو اس سفر میں ایک غلام آپ کے ساتھ تھا، کچھ دور آپؓ اونٹ پر سوار ہوتے اور غلام اونٹ کی نکیل پکڑ کر آگے آگے پیدل چلتا پھر اتنا ہی دور غلام اونٹ پر سوار ہوتا، اور آپ اس کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چلتے، اسی طرح یہ تمام سفر طے ہوا، اور جب بیت المقدس پہنچے تو غلام اونٹ پر سوار اور خلیفۃ المسلمین نکیل پکڑے ہوئے پیدل آگے آگے چل رہے تھے، اسلام نے غلام کے یہ معنی بنائے اور ایک ضعیف گروہ کو اس بلندی پر پہنچایا۔

اسلام سے پہلے ملک عرب میں غلام یا باندی کا بچہ ہونا نہایت ذلت کی بات سمجھی جاتی تھی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زیاد بن سمیہ جن کی ماں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حمیہ حارث بن کلاب ثقفی کی باندی تھی، فارس کا دوسرا بنایا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ایک غلام ابوالمہاجر قیروان کا گورنر اور سپہ سالار مقرر کیا گیا، طارق بن زیاد جو موسیٰ بن نصیر کا آزاد کردہ غلام تھا، سپہ سالاری کے عہدہ پر فائز ہوا اور اسی نے ہسپانیہ کا ملک فتح کیا اور اسی کے نام سے جبل الطارق مشہور ہے۔

خلافت بنو امیہ - عہد خلافت بنو امیہ میں غلاموں اور ایران کی مفتوح قوم اور افریقہ کے مفتوح و مغلوب لوگوں کو برابر صوبوں کی حکومتیں اور فوجوں کی سپہ سالاریاں ملتی رہیں، اور کسی عربی النسل لشکر نے اس لئے بغاوت نہیں کی، کہ ہمارے اوپر غیر عرب اور مفتوح قوم کے لوگوں کو سرداری کیونکر دی گئی، ابراہیم بن عثمان المعروف بہ ابومسلم خراسانی ایرانی النسل تھا، اصفہان میں پیدا ہوا تھا، چار جامہ دوزی کا کام کرتا تھا، عہد حکومت اسلامیہ میں ترقی کرکے ایسے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ سکا، کہ خاندان بنو امیہ سے حکومت و سلطنت نکال کر خاندان بنو عباس کو تخت خلافت دلوا سکا، ایران و خراسان کے بہت سے لوگوں نے اسلامی عہد حکومت میں وزارتیں، سپہ سالاریاں اور اعلیٰ سے اعلیٰ عہدے حاصل کئے، اور بسا اوقات مسلمانوں نے خود ان لوگوں کو تخت حکومت سپرد کئے، برامکہ کا مشہور خاندان مجوسی النسل تھا، خلیفہ واثق باللہ عباسی نے اپنے ترکی غلام اسناس نامی کو جمیع امور سلطنت کا ذمہ دار اور مدار المہام خلافت بنا دیا تھا، اسی طرح اور بھی بہت سے ترکی غلام وزارت و سپہ سالاری کے اعلیٰ مدارج تک عہد خلافت عباسیہ میں ترقی کرتے رہے سجستان میں یعقوب بن لیث جو ٹھٹھیرے کا کام کرتا تھا، ترقی کرکے گورنری اور بادشاہی تک پہنچا۔

دیلم کا ایک ماہی گیر خاندان اسلامی عہد حکومت میں ترقی کرکے نہ صرف وزارت عظمیٰ تک پہنچا بلکہ حقیقتاً عرصہ دراز تک مسلمانوں پر خود مختارانہ حکومت کرتا رہا، شمالی افریقہ میں بربری قوم انتہا درجہ کی وحشی غیر مہذب اور جرائم پیشہ قوم تھی مسلمانوں نے بربر کا علاقہ فتح کرکے اس قوم کو مغلوب کیا، اور پھر ان پر اپنی تہذیب کا ایسا اثر ڈالا کہ چند ہی سال کے بعد اس قوم کے افراد مسلمانوں کی فوجوں کے سپہ سالار اور صوبوں کے گورنر تھے، اور بالآخر اسلام کی تعلیمات حقہ سے فیضیاب ہونے کے بعد انہوں نے بڑی بڑی زبردست سلطنتیں قائم کیں، اور اپنی علم دوستی اور معارف پروری میں مشہور ہوئے، مصر کا ملک صحابہ کرام ہی کے زمانہ میں فتح ہوکر سلطنت اسلامیہ کا جز بن چکا تھا۔

غلاموں کی حکومت - مسلمانوں کی حکومت اور ان کے مذہب کا یہ اثر تھا کہ مصر میں پونے سو سال یعنی ۶۵۰ھ سے ۹۲۶ھ تک مملوک یعنی غلام ہی یکے بعد دیگرے عام ملکی انتخاب کے ذریعہ مصر کے بادشاہ بنتے رہے، اور مصر کی سلطنت کا یہ زمانہ مملوکوں کا عہد حکومت کہلاتا ہے، ان غلاموں کی حکومت میں بڑے بڑے سادات و شیوخ و علماء مددگار سلطنت تھے، اور اسلام نے ان کی سلطنت میں خوب نشو و نما پائی، کردستان کا علاقہ ہمیشہ قیصر و کسریٰ کا لکد کوب رہا تھا، اور کرد قوم کو اسلام سے پہلے کبھی سرداری و سروری حاصل نہیں ہوئی تھی، عہد اسلامیہ میں کرد قوم حکومت و سلطنت پر فائز ہوئی اور ساری دنیا جانتی ہے، کہ سلطان صلاح الدین ایوبی جس نے یوروپ کی مجموعی طاقت اور عیسائیوں کے سپہ سالار رچرڈ شیر دل کو ناک چنے چبوائے اور اپنی شجاعت اور شرافت اخلاق کا ساری دنیا میں سکہ بٹھا دیا، اسی کرد قوم کا ایک فرد تھا، زنگی اور حبشی لوگوں کو قدیم سے قوموں نے ذلیل و بے توقیر سمجھ رکھا تھا لیکن اسلام اور حکومت اسلامیہ کا اثر تھا، کہ زنگیوں کی سلطنتیں شام و عراق، اور فارس و بحرین میں قائم ہوئیں۔

ہندوستان میں اسلامی مساوات - ہندوستان جب مسلمانوں کے قبضہ میں آیا، تو دس غلام بادشاہوں نے ہندوستان پر حکومت کی، جن میں سب سے پہلے بادشاہ سلطان قطب الدین ایبک تھا، یہ اسلام ہی کا اثر تھا، کہ ہندوستان کے ایک حجام قوم کے خدمتگار کو سلطان محمود غزنوی نے اپنی فوج کا سپہ سالار بنایا، اور راجہ کا خطاب دیا، سلطان علاؤالدین خلجی اور اس کی اولاد نے ملک گجرات کی اچھوت قوم کے کئی اشخاص کو سپہ سالاریوں اور وزارتوں کے عہدے دئے، سلطان محمد تغلق اور خاندان تغلق کے دوسرے سلاطین نے مہار قوم کو جو ہندوستان کی اچھوت قوموں میں شامل تھی اوج عزت پر پہنچایا اور کلال نو مسلموں کو سپہ سالاریاں اور ملکوں کی صوبہ داریاں عطا کیں، سلطان فیروز تغلق نے اچھوت اقوام کے بچوں کو تعلیم دلانے اور سرکاری خزانے سے ان کی پرورش و تربیت کرکے اعلیٰ مدارج پر پہنچانے کیلئے ایک مستقل محکمہ قائم کیا، اور ان لوگوں نے بڑے بڑے مراتب پائے، اور ان میں سے بعض صوبوں کی گورنری تک پہنچے، لودی خاندان کے عہد حکومت میں اچھوت اقوام کو بہت زیادہ ترقی کا موقعہ ملا، اور کایستھ قوم جو شودروں میں شامل تھی، سلطان سکندر لودی کی توجہ اور نگہداشت کے نتیجہ میں ہندوستان کی سب سے زیادہ تعلیم یافتہ قوم بن گئی، اور سلطنت اسلامیہ کے تمام دفاتر کایستھوں ہی کے قبضہ میں آگئے، اسی طرح اور بھی بہت سی شودر قوموں کو جو ہزاروں سال سے ہندو شاستروں کے موافق ذلت و غلامی کی زنجیروں میں جکڑی چلی آتی تھیں، مسلمانوں کی وجہ سے سانس لینے اور ترقی کرنے کے مواقع میسر آئے، اور وہ اپنے آپ کو انسانوں میں شمار کرنے کے قابل ہوئیں، اس زمانہ میں بھی جس کو آزادی اور روشنی کا زمانہ کہا جاتا ہے، کوئی غیر مسلم حکومت ایسی مثالیں پیش نہیں کر سکتی، جیسے مسلمان اپنی حکومت میں ہمیشہ پیش کرتے رہے ہیں، غرض اس بات سے ہرگز ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا، کہ اسلام کا سب سے بڑا کارنامہ دنیا میں غلام اور مجبور قوموں کو آزاد کرانا اور پست و ذلیل جماعتوں کو ابھار کر اور اٹھا کر اعلیٰ مقام پر پہنچانا، اور عالم انسانیت میں مساوات و اخوت کا قائم کرنا ہے، اور تاریخ اسلام اس کی تصدیق کرتی ہے، اور کوئی دوسرا مذہب اس معاملہ میں اسلام کا شریک و مثیل و نظیر نہیں ہو سکتا ۔ (زمیندار)

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ

اس سرمہ کا مفصل اشتہار اسی اخبار کے صفحہ ۱۴ پر ملاحظہ فرمایئے

ملنے کا پتہ - منیجر نور اینڈ سنز، قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زمانۂ حال کا پولٹیکل ڈاکو روس کا حکمران بن گیا!

اس دور علم و تہذیب میں اگر کسی سے یہ کہا جائے کہ یوروپ کی ایک بڑی سلطنت میں جس کا رقبہ کرۂ زمین کے چھٹے حصے کے برابر ہے، ایک ایسا شخص حکمران ہے جو کسی وقت بڑا زبردست چور تھا، ریوالور دکھا دکھا کر بنکوں کو لوٹتا تھا، ریل کی پٹریاں اکھاڑ اکھاڑ کر ریل کے مسافروں کا مال چھین لیا کرتا تھا، تو یقیناً وہ بہت حیران ہوگا، لیکن آیئے، آج آپ کو ایک ایسے ہی انسان کا قصہ سنائیں۔

۱۹۰۷ء ہے، اور روس کی انقلابی جماعت آخری سانسیں لے رہی ہے اور بالکل مفلس و محتاج ہوگئی ہے۔

شہر تفلس میں جو بہ نسبت یوروپ کے ایشیا سے زیادہ قریب ہے، ایک عام چرچا پایا جاتا ہے، کہ وہ خوفناک خونخوار ہستی جو رفیق کوبا کے نام سے مشہور ہے، انقلابی جماعت کیلئے چندہ وصول کرنے نہ آجائے، اور آخر کار یہاں کے تاجروں نے ملکر فیصلہ کیا کہ چاہے کچھ ہو، وہ اسے ایک پیسہ نہ دینگے، درانحالیکہ رفیق کوبا اپنے مطالبات کے رد کے جانے سے واقف ہی نہ تھا، اور جو طلب کرتا تھا اسے "طوعاً" یا "کرہاً" وصول ہی کرلیتا تھا۔

رات کا وقت ہے اور یکے بعد دیگرے ساکنان تفلس نے اپنے دروازے بند کرلئے ہیں، لیکن ٹھیک اسی وقت جبکہ ایک شخص کسی ضرورت سے دروازہ کھولتا ہے اور سامنے ایک آدمی اسے نظر آتا ہے، یہ صاحب خانہ سے کہتا ہے کہ "رفیق کوبا حاضر ہے" اسکا حق مرحمت فرمایئے

یہ کہکر وہ گھر کے اندر داخل ہوجاتا ہے، اور سب سے پہلے وہ کھانا طلب کرتا ہے، کیونکہ اس زمانہ میں کسی کو پیٹ بھر کھانا مل جانا کوئی آسان امر نہ تھا، اس کے بعد وہاں کی ہر قیمتی چیز پر قبضہ کرکے ریوالور ہاتھ میں لئے ہوئے باہر نکل جاتا ہے۔

چند دن کے بعد کوبا نے محسوس کیا کہ تفلس کے حوصلوں کے لحاظ سے تنگ و محدود مقام ہے، اس لئے اس نے اپنے دو ساتھیوں کو لیکر قوقاز کے ایک شہر کا رخ کیا، یہاں انہوں نے بنک لوٹنے کی تجویز کی، چنانچہ ایکدن مقرر کرکے یہ تینوں ریوالور لئے ہوئے وہاں پہنچ گئے اور بڑی تعداد نوٹوں کی لوٹ کر باہر نکلے، چونکہ شہر کے اندر تینوں کا ایک ساتھ نکلنا خطرہ سے خالی نہ تھا، اس لئے ہر ایک نے اپنی علیحدہ راہ اختیار کی، نوٹ کوبا کے پاس تھے اور یہ انہیں لئے ہوئے خفیہ طور پر اس مکان میں پہنچ گیا، جہاں یہ تینوں چھپے رہتے تھے، کوبا نے نوٹوں کو چولھے کے ایک کونہ میں دفن کردیا، اور باہر نکل کر ایک کھنڈر میں اپنے ساتھیوں کا انتظار کرنے لگا، اور تھوڑی دیر کے بعد اس کا ایک ساتھی الیفانوف نامی تھا، آگیا، لیکن دوسرا جسے اشفیلی کہتے تھے، نہ آیا، دیر تک انتظار کرنے کے بعد یہ دونوں گھر واپس آئے، تو دیکھا کہ اشفیلی چولھے کے پاس بیٹھا ہوا آگ جلا کر تاپ رہا ہے، یہ دیکھتے ہی کوبا کی آنکھوں میں خون اتر آیا، اور آگ بجھا کر چولھا کھودا، تو سوائے سوروبل کے نوٹ کے سب جل کر خاک سیاہ ہوگئے تھے ان لٹیروں کو جتنا افسوس ہوا ہوگا، ظاہر ہے، لیکن وہ مایوس نہیں ہوئے اور انہوں نے طے کیا کہ اب ریل میں ڈاک کے ڈبہ کو لوٹنا چاہیئے۔

چنانچہ یہ کسی ترکیب سے اس غسلخانہ میں چھپ گئے جو ڈاک کے ڈبہ کے پاس تھا، وہ ڈبہ مقفل جایا کرتا تھا، اور روستوف سے ماسکو تک ایک فوجی گارد اس کی حفاظت کیلئے ساتھ چلتا تھا، جب رات کی تاریکی بڑھ گئی، تو یہ تینوں غسلخانے سے باہر نکلے، اور فوجی گارد کے سر پر اچانک ریوالور لئے ہوئے پہنچ گئے، ایسی صورت میں ایک یوروپین ہمیشہ اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیا کرتا ہے، چنانچہ گارد کے سپاہیوں نے بھی اسی طرح اعتراف بیچارگی کردیا، اور انہوں نے سونا اور نقد جو کچھ تھا سب لوٹ لیا، اس طرح کوبا اور اس کے ساتھی الیفانوف کو کچھ ہاتھ نہ آیا۔

اسی طرح کے بیشمار حوادث پر بارہ سال کا زمانہ اور گذر گیا، اور ایک دن الیفانوف، جارجیا کے ایک شہر جوری میں چکر لگا رہا تھا کہ اشفیلی پر اسے نظر پڑا، اور دوسرے دن اس کے ساتھ وہی سلوک کیا گیا، جو بالشویک حکومت کے دشمنوں کے ساتھ آج کل روا رکھا جاتا ہے یعنی وہ ہمیشہ کیلئے ختم کردیا گیا، اور اس کی لاش کا بھی پتہ کسی کو نہ چلا۔

اس واقعہ کو بھی بیس سال کا زمانہ گزر جاتا ہے اور کوبا دفعتہً بلا شرکت غیرے روس کا حکمران نظر آتا ہے لیکن کوبا کے نام سے نہیں بلکہ اسٹالین کے نام سے

کتاب میثاق النبیین کا ایک ورق

دو مختلف مذاہب کی کتابوں میں تعلیم کی شدید مطابقت بعض کوتہ اندیش اور دہریت پسند طبائع کو اس رائے کی طرف مائل کردیتی ہے کہ بعد کی کتاب نے اپنے ماسبق صحیفہ سے اس تعلیم کو نقل کرلیا ہے، حالانکہ وہ خدا جس نے ایک نبی کو تعلیم دی ہے، وہ نبی خود اور اس کی امت اس تعلیم کو اپنی قوم تک محدود رکھنے کی سخت کوشش کرتے ہیں، تو وہ اس صداقت اور روشنی کو کسی دوسرے نبی پر ظاہر کرسکتا ہے، بلکہ اس کا فرض ہے کہ اس کی ہدایت اور روشنی کا آفتاب یکے بعد دیگرے دنیا کے دوسرے ممالک اور قوموں تک بھی پہنچے، وہ رب المشارق والمغارب جس طرح آہستہ آہستہ آفتاب کو مشرق اور مغرب کے تمام ممالک پر چمکاتا ہے، اسی طرح اس کی روحانی روشنی اور تعلیم بھی کسی ملک اور قوم تک محدود نہیں بلکہ اختلاف اوقات کے ساتھ ساتھ وہ روشنی بھی چلتی جاتی ہے، ہر قوم اور ملک کا شرقی افق الگ الگ ہے اور ہر قوم نے اپنا ایک مشرق قرار دے لیا ہے اور یہی سمجھتی ہے کہ اس پر روشنی پھوٹی ہے، اور اس کے بائیں ہاتھ مشرق نہیں بلکہ مغرب ہے، مگر ایک عقلمند انسان جسے زمین کی گولائی کا علم ہے، جانتا ہے کہ مشرق ایک نہیں بلکہ زمین کے اوپر فضاء کا ہر نقطہ جہاں آفتاب نمایاں ہوتا ہے، ایک قوم کیلئے مشرق ہے تو دوسری قوم کیلئے وہی مغرب ہے، اسی لئے قرآن شریف نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے فرمایا، رب المشارق والمغارب، وہ مشرقوں کا بھی رب ہے اور مغربوں کا بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رب ہے، مشرق اور مغرب محض نسبتی الفاظ ہیں، فضاء کا ایک نقطہ ایک قوم کے لئے مشرق ہے تو وہی نقطہ دوسری قوم کیلئے مغرب ہے، ایک قوم اور مذہب کو دوسری قوم اور مذہب سے اقتباس نور کی ضرورت نہیں پس وہی خدا جس نے آفتاب رسالت کے طلوع سے پیشتر جناب زرتشت کو ایک آگ دی کہ وہ اس سے ملک ایران کو روشن کرے، اسی طرح مسیحی دنیا کو بھی ایک صبح کا ستارہ دیا (مکاشفات یوحنا ۲۲-۱۶) تاکہ وہ بنی اسرائیل کی رہنمائی کرے، اس نے ہندوستان کو کرشن چندر یعنی کرشن جیسا چاند عطا کیا، ایک دیرپرست پسند انسان کیلئے قابل غور نقطہ یہ ہے کہ جناب زرتشت کی آگ، وہ صبح کا ستارہ اور ہندوستان کا چاند کسی آفتاب رسالت کے متعلق بھی تو پیشگوئی فرما رہے ہیں، اگر قرآن ان کی تعلیمات کی تصدیق کرتا ہے تو وہ بھی آنحضرت صلعم کی تصدیق کرتے ہیں، پس ایکدوسرے سے کسی نے کچھ اقتباس نہیں کیا، بلکہ ایک ہی عالم الغیب ان سب کا معلم تھا قرآن شریف کی آیت جو اس مضمون کے شروع میں ہم نے زیب عنوان کی ہے۔ مثلھم کمثل الذی استوقد ناراً فلما اضاءت ماحولہ ذھب اللہ بنورھم وترکھم فی ظلمٰتٍ لا یبصرون (۲: ۱۷) یعنی ان کی مثال ایسی ہے، جیسے اس شخص کی مثال کہ اس نے آگ جلائی، جب اس آگ نے اپنے ماحول کو روشن کردیا، اللہ نے ان کے نور کو سلب کرلیا، اور ان کو سخت تاریکی میں نابینا چھوڑ دیا۔

قرآن شریف میں پارسی قوم کی مثال

پارسی قوم کی مثال ایسی ہے، اس قوم کو تمام لوگ آتش پرست قوم اور ان کی جائے عبادت کو آتشکدہ سے موسوم کرتے ہیں، اس آیت میں اللہ تعالے فرماتا ہے، انکی مثال ایسی ہے، جیسے ایک شخص نے آگ جلائی، جب اس آگ سے اس کا ماحول روشن ہوگیا، تو اللہ تعالی ان کے اس نور کو جو اس آگ کے متعلق انہیں عطا کیا گیا تھا لیگیا، اس لئے اس آگ کی روشنی نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا، بلکہ وہ تاریکیوں میں اندھوں کی طرح ٹھوکر کھانے والے ہوگئے، چونکہ یہ لوگ اب حقیقی دین زرتشت سے پھر گئے ہیں، اس لئے فرمایا، یہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں، اسلئے حقیقت کی طرف رجوع نہیں کرتے، (اندھے اور بہرے "کرس اور کرپنس" یہ زرتشتی مذہب کی خاص اصطلاح میں ان لوگوں کی صفات ہیں، جو خدا کی کوئی بات نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سن سکتے ہیں، (ارمزد یشت آیت ۱۰ بہرام یشت ۱۱:۴) یزدگرد ثالث نے آرمینیا میں زرتشتی مذہب کو شاہی مذہب قرار دے کر احکام جاری کرتے ہوئے کہا تھا، "تمہیں معلوم ہونا چاہئے، جو شخص مزدک کے مذہب کی پیروی نہیں کرتا، وہ بہرا اور اندھا اور شیطان کا بہکایا ہوا ہے، زرتشتی مذہب کی عبادت درحقیقت آگ جلاکر خدا کی عبادت کرتا تھا، جس سے تمثیل کے طور پر یہ عہد اور اقرار لینا مراد تھا، کہ وہ الہی شریعت اور ہدایت کی روشنی میں ہمیشہ چلتے رہیں گے، چنانچہ حضرت زرتشت نے اس نقطہ کو ان الفاظ میں بیان فرمایا۔

"میں تمہیں جو اس جگہ جمع ہوئے ہیں، حکیم مطلق کی باتوں کو بتاتا ہوں، خدا کے محامد اور اس کے ثناؤں کو اور نیک نفوس کے نعمات کو جو ایک اعلیٰ صداقت ہے، جسے میں مقدس شعلوں سے اٹھتے ہوئے دیکھتا ہوں، تم حقیقت کی روح کو غور سے سنو، آگ کے شعلوں پر نہایت پاک دل سے تدبر کرو۔ اہونوائتی گاتھا لیشت ۳۰، ۱ و ۲

حضرت زرتشت کے اس حکیمانہ قول سے ظاہر ہے کہ آتشکدہ کی آگ تمثیلی رنگ میں شریعت کی پرحکمت باتوں پر چلنے ان پر غور اور تدبر کرنے کا ایک اقرار اور عہد تھی، کہ ہم ہمیشہ شریعت کی روشنی میں چلتے رہیں گے، قرآن کریم نے بھی اس آتش شریعت وہدایت کا ذکر کرکے آتش پرستوں کو یہ نکتہ سمجھایا ہے، قرآن مجید نے چار قسم کی آگ کا ذکر کیا ہے (۱) وہ آگ جس میں نور ہے اور جلاتی بھی ہے، جیسے عنصری آگ (۲) وہ آگ جس میں نہ نور ہے، اور نہ جلاتی ہے جیسے سبز درختوں میں موجود آگ (۳) وہ آگ جس میں نور نہیں مگر جلاتی ہے، جیسے جہنم کی آگ (۴) وہ آگ جس میں نور ہے مگر جلاتی نہیں اور یہی آگ ہدایت کا مرکز ہے، حضرت موسیٰ فرماتے ہیں اوا جد علی النار ھدی یا میں آگ پر ہدایت پاؤں بورک من فی النار برکت دیا گیا ہے، وہ جو آگ یا ہدایت کی تلاش میں ہے۔

پارسی مذہب کی وہ تاریخ جو ہم تک پہنچی ہے، وہ بتاتی ہے کہ حضرت زرتشت کے ایک عرصہ بعد پارسیوں نے شریعت پر عمل کرنا چھوڑ دیا (دیکھو دساتیر میں ساسان اول و پنجم کے کارنامے) وہ آتشی عہد جس نے بعد میں محض آتش پرستی کی شکل اختیار کرلی، ان کے مدنظر نہ رہا، شریعت کی کتابیں عمل میں نہ آنے کی وجہ سے اور یونانیوں کی تاخت و تاراج سے ضائع ہوگئیں اور کچھ صحیفے محرف و مبدل ہوکر اس حالت کو پہنچ گئے کہ ان پر یہ رائے قائم کی گئی۔

As the Parsis are the ruins of a people so are their sacred books the ruins of a religion.

(Sacred Books of the East Vol IV.)

زرتشتی مذہب کے موجودہ بائی پریسٹ مانک نصروانجی پی ایچ۔ڈی زراسٹرین تھیالوجی کے دیباچہ میں لکھتے ہیں،

"زرتشت نے جس زبان میں اپنے گیتوں کو ترتیب دیا وہ جلدہی دنیا سے نابود ہوگئی، اس کے بعد اوستا کا رواج ہوا، جو پارتھینس کے آخری دنوں تک جاری رہی، اس کے بعد پہلوی زبان اوستا پر غالب آگئی، پہلوی زبان کا دور آٹھ صدیوں تک قائم رہا"۔

پس "جیسے پارسی خود ایک تباہ شدہ قوم کے کھنڈرات ہیں اسی طرح ان کی مقدس کتابیں ایک برباد شدہ مذہب کے خرابے ہیں"۔ اقوام اور مذاہب کی زندگی اور سلامتی اگر ان کی شریعت کی زندگی اور سلامتی سے وابستہ ہے تو اس وقت پارسی مذہب میں وہ زندگی موجود نہیں، نہ ان کی الہامی کتابیں اصلی حالت پر دنیا میں کہیں موجود ہیں اور نہ ان کی زبان زندہ زبان ہے، البتہ پارسی مذہب کے ان کھنڈرات میں ایسے کچھ نشانات اب بھی موجود ہیں، جن میں جناب زرتشت کی ہدایت اور پیشگوئی اس مذہب کی تباہ حالی و بربادی کے وقت کیلئے موجود ہے، انہی نشانات میں آتشکدوں کے سرد کردینے پارسی قوم کی نشاۃ ثانیہ، عربی پیغمبر کے دین کی متابعت کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے اور اعیان ایران کے قبول اسلام کی پیشگوئیاں ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس طرح جناب زرتشت نے ایران میں روحانی روشنی کی آگ جلائی تھی، اس آگ کے بجھ جانے پر یا اس آتشکدۂ روحانی کے سرد ہو جانے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ایک آتشی شریعت روشن کی اور قرآن کریم کی آیت "مثلھم کمثل الذی استوقد ناراً" کے ماتحت حضور نے فرمایا **مثلی کمثل رجل استوقد ناراً** (بخاری) میری مثال اس شخص (زرتشت) کی مثال ہے کہ اس نے آگ جلائی" یہ الفاظ درحقیقت ژند اوستا کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کی طرف اشارہ ہیں۔

جناب زرتشت کی دو اور زبردست پیشگوئیاں زرتشتی دین کی اصلاح اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک محمدؐ۔

جناب زرتشت کو خدا تعالیٰ نے مخاطب کر کے ژند اوستا کی کتاب ژند اوستا فروردین ۱۳ میں فرمایا۔

(۱) "ایمانداروں میں سے زرتشت نہایت زبردست ان لوگوں کے نفوس ہیں، جو حاملان شرع قدیم ہیں" یا ان مومنین کے نفوس جو ابھی پیدا نہیں ہوئے، جو دنیا کو از سر نو زندگی بخشنے والے ہیں" یعنی جس طرح زرتشت کے پیرو ان کی شرع پر چل کر بلند مراتب کو حاصل کر چکے ہیں، اسی طرح ایسے مومنوں کی ایک جماعت آئندہ زمانہ میں پیدا ہوگی، جو دنیا کی اقوام اور مذاہب کو از سر نو زندگی بخشے گی" پھر زیادہ وضاحت سے فرمایا۔

(۲) اس کا نام فاتح مہربان اور اس کا نام "استوت ارتیا" (تعریف کیا گیا یا محمدؐ) ہوگا، وہ رحمت مجسم ہوگا، کیونکہ وہ تمام جہان کیلئے رحمت ہوگا، وہ حاشر ہوگا اس لئے کہ کامل انسان اور روحانی انسان ہونے کی وجہ سے وہ تمام لوگوں کی برخلاف مبعوث ہوگا، وہ مشرک لوگوں اور ایماندار لوگوں کی بدیوں کی اصلاح کریگا، (یعنی مشرکین بت پرست اور زرتشتی مذہب کے پیرووں دونوں کی بدیوں کی اصلاح کریگا دیکھو جیمس ڈارمیسٹر ترجمہ ژند اوستا کا اس آیت پر نوٹ) فروردین لیشت ۲۸ آیت ۱۲۹۔

دنیا میں صرف ایک ہی عظیم الشان نبی آنحضرت صلعم ہوئے ہیں جن پر یہ پیشگوئی لفظاً لفظاً صادق آتی ہے آپ کا فاتح مہربان ہونا، آپ کے اس سلوک سے ظاہر ہے، جو فتح مکہ کے بعد کفار مکہ کے ساتھ کیا گیا، کہ اپنے خونخوار دشمنوں کو **لا تثریب علیکم الیوم** کہکر چھوڑ دیا گیا، آپ کا نام محمدؐ آپ کا رحمۃ للعالمین یعنی تمام جہان کیلئے رحمت ہونا آپ سے پیشتر انبیاء صرف اپنی اپنی قوم کیلئے رحمت تھے، حاشر ہونا کہ جن کے قدموں پر دنیا کی قوموں کو اکٹھا کر دیا گیا، بت پرستوں اور یزدان پرستوں دونوں کی اصلاح کرنا یہ صرف حضور صلعم کی خصوصیات ہیں۔

چوتھی پیشگوئی اصحاب آنحضرت کی بمنظر قدوسیت

اس کے اصحاب ترقی کریں گے، جو محمدؐ کے دوست ہیں دشمنوں کے قاتل، نیک اندیش، خوش گفتار، خوش کردار اور اعلیٰ شریعت کے پابند جن کی زبانوں نے کبھی ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں بولا" زمیاد لیشت آیت ۹۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے صحابہ کی قدوسیت کا ذکر اکثر پیشگوئیوں میں موجود ہے، بائیبل میں بھی دس ہزار قدوسیوں کا ذکر ہے، درحقیقت کسی پیغمبر کی صداقت اور کامیابی کا سب سے بڑا معیار اس کے ساتھیوں کی قدوسیت اور تزکیہ ہے، جس نے اپنے ہزاروں ساتھیوں کو صادق القول بنا دیا وہ خود کتنا بڑا راستباز ہوگا، یہ امر قابل غور ہے۔

پانچویں بشارت حضور کی بعثت پر آتشکدوں کا سرد ہو جانا

غور کرنے والے اصحاب کیلئے یہ پیشگوئی بھی نہایت عظیم الشان پیشگوئی ہے، جناب زرتشت نے فرمایا "تو اس خانہ میں جلتی رہ، تو اس گھر میں ہمیشہ جلتی رہ، تو اس آتشکدہ میں شعلہ زن رہ۔ تو اس میں ترقی کر، ایک مدت تک کیلئے نہایت زبردست اصلاح دنیا کے عہد تک نیکی کے قیام اور زبردست انقلاب دنیا تک۔ آتش نیائش آیت ۹۔ آیت مذکورہ کا مطلب بالکل واضح ہے کہ آتشکدے سے دور مذہبی میں بالکل موقوف ہو جائینگے بلکہ جناب زرتشت نے اس انقلاب مذہبی تک بطور نشان اور عہد کے آگ کے جلانے کا حکم دیا تھا، جب وہ آتشی شریعت والا موعود زبردست انقلاب مذہبی کا پیغمبر آگیا، تو آتشکدہ کو سرد ہو جانا چاہئے، چنانچہ دنیا نے دیکھا، کہ ایسا ہی ہوا،

ان پیشگوئیوں میں صرف ایک لفظ قابل تشریح ہے، اور وہ استوتریتہ جس کے معنی، ہم نے تعریف کیا گیا یا محمدؐ کے کئے ہیں۔ اس کا مصدر لفظ استو ہے زبان سنسکرت اور ژند دونوں میں اس کے معنی ستتی اور تعریف کرنا ہیں، ستودن موجودہ فارسی میں بھی تعریف کرنے کے معنوں میں آتا ہے، بعض مستشرقین نے اس کے معنی "قائم" یا کھڑا ہونے والا کئے ہیں اس کو ایشادن سے مشتق سمجھا جاتا ہے، جو بالکل غلط ہے، ژندی زبان سے قریب ترین زبان سنسکرت ہے، نہ کہ فارسی پس استوتریتہ کے معنی استوژندی اور سنسکرت دونوں کے مشترکہ مادہ سے تعریف کیا گیا ہیں، جو لفظ محمدؐ کا لفظی ترجمہ ہے۔ (پیغام صلح)

تبت کے دلائی لامہ کے عجیب و غریب حالات

دو سالوں کی جدوجہد کے بعد بودھ بھکشوؤں کی کوششوں سے اس بچے کا پتہ لگ گیا ہے جس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ دلائی لامہ کا اوتار ہے، یعنی انجہانی دلائی لامہ کی روح اس بچہ میں حلول کر چکی ہے، اس بچہ کے حالات و پتہ کو ابھی تک صیغہ راز میں رکھا گیا ہے، اور وہ ۶۰ لاکھ تبتی لوگوں کا سب سے بڑا روحانی گورو اور حکمران ہوگا،

تبتی بھکشوؤں کا عقیدہ ہے کہ جب کوئی دلائی لامہ مرتا ہے، تو اس کی روح کسی ایسے بچے میں حلول کر جاتی ہے، جو اس لمحے میں پیدا ہوتا ہے، جس لمحے کہ دلائی لامہ کی موت ہوتی ہے، یعنی دلائی لامہ کا صرف جسم مرتا ہے اس کی روح یکے بعد دیگرے تمام اجسام میں چکر لگاتی رہتی ہے، اور اس طرح دلائی لامہ کا جنم ہوتا رہتا ہے اور یہ سلسلہ بغیر کسی قسم کے انقطاع کے چلتا رہتا ہے۔

دلائی لامہ کی موت اور اس کے بعد

چنانچہ دلائی لامہ کی موت دسمبر ۱۹۳۳ء میں ہوئی، اسکی موت کے بعد تبت کے سب سے بڑے سول حاکم نے نئے دلائی لامہ کی تلاش شروع کی، وہ ملک کے صدر مقام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے نکل کھڑا ہوا، اور بدھ دھرم کے عقیدہ کے مطابق جھیل کالی پر گیا، کہتے ہیں کہ وہاں سے آواز آتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ نئے دلائی لامہ کا جنم کس جگہ ہو چکا ہے، چنانچہ اس ایجنٹ کو ایک آواز سنائی دی، "آہ کاما" جس کے متعلق تبتی لوگ یہ کہتے ہیں کہ نئے دلائی لامہ کا جنم صوبہ امیدو میں ہو چکا ہے، اور اس کا نام کاما ہے، اب اس نام کے لڑکے کی تلاش شروع ہوئی، سول حاکم ریجنٹ نے صوبہ امیدو کے ان تمام بچوں کو ایک جگہ اکٹھا کیا، جن کی پیدائش اس لمحہ ہوئی تھی، اور جن کے نام کے ساتھ لفظ کاما آتا تھا،

نئے دلائی لامہ کی پہچان

نئے دلائی لامہ کی پہچان کا طریقہ جاننا بھی موجب دلچسپی ہے پہلے پہل ان تمام بچوں کے سامنے ایک ایک کر کے چند ایک چیزیں لائی جاتی ہیں، جنکو وہ پہچانتے ہیں، یعنی ان میں سے جب کوئی بچہ کسی نئی چیز کو دیکھ کر کوئی خاص حرکت کرتا ہے تو سمجھا یہ جاتا ہے کہ اسی بچے میں دلائی لامہ کی روح حلول کر چکی ہے، نیز ابتدائی نشانی دلائی لامہ کی یہ بتائی گئی ہے، کہ اس بچہ کے ایک گھٹنے کی اوپر کی کیپ نہیں ہوگی، اور وہ گو بچہ ہوگا، مگر اس کی قوت یادداشت اسقدر تیز ہوگی، کہ وہ دلائی لامہ کے چغے کو فوراً پہچان لیگا، چنانچہ جب ریجنٹ اس کے سامنے مختلف قسم کے چغے پیش کریگا تو وہ اس چغے کو دیکھتے ہی اچھل پڑے گا، جو مذہبی فرائض کی ادائیگی کے وقت مرحوم دلائی لامہ پہنا کرتا تھا، ازاں بعد ان تمام بچوں کے نام پر قرعہ اندازی کی جاتی ہے، قرعہ اندازی کا طریقہ بھی عجیب وغریب ہے، ان تمام ناموں کو علیحدہ علیحدہ کاغذ پر لکھ کر اور ہر ایک نام کے ساتھ "ہاں اور نہ" لکھ کر ایک طلائی گھڑے میں ڈال دیا جاتا ہے اور پھر ایک متبرک جگہ پر نام نکالے جاتے ہیں، جس بچہ کا نام تین دفعہ "ہاں" کے ساتھ نکلتا ہے اسکو دلائی لامہ تسلیم کیا جاتا ہے، گو اس سے اس بچہ کی ماں اپنے لخت جگر سے محروم ہو جاتی ہے مگر تبت میں اس سے بڑھ کر کوئی عزت نہیں کہ کسی ماتا کی کوکھ سے اہل تبت کا سب سے بڑا روحانی گورو پیدا ہو۔

دلائی لامہ کی پرورش

جس وقت دلائی لامہ کی تشخیص ہو جاتی ہے اسے فوراً لاسہ میں جو تبت کا صدر مقام ہے لے جایا جاتا ہے اور بودھ بھکشوؤں کے حوالے کر دیا جاتا ہے وہ اس کی پرورش کرتے ہیں، حتیٰ کہ وہ جوان ہو جاتا ہے، دلائی لامہ کی جوانی کا زمانہ دس سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے تبت کے کسی اور آدمی کی زندگی میں دس سالہ عمر کو زمانہ شباب نہیں گنا جاتا، دلائی لامہ کو ساری عمر مذہب کے فرائض کی ادائیگی اور دھارمک شکھشا گرہن کرنے میں گزارنی پڑتی ہے، دلائی لامہ چاہے بچہ ہو، لڑکا ہو یا جوان ہو، اس کو کھیل کود میں شامل ہونے کی اجازت نہیں نہ اسے عورت کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے، اور نہ ہی ہنسنے اور ٹھٹھہ لگانے کا موقعہ ملتا ہے، اسے ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں رہنا پڑتا ہے، جہاں سورج کی روشنی نہیں جاتی، بلکہ کوئی ایسا انتظام کیا گیا ہے کہ ستاروں کی روشنی پڑتی رہتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر دس بچوں کی اس طرح پرورش کی جائے، تو کہیں مشکل سے ایک جا کر بچ رہتا ہے، جب تک دلائی لامہ کی پرورش ہوتی رہتی ہے، تب تک تبت کا حکمران ریجنٹ ہی متصور ہوتا ہے ۱۸ برس کی عمر میں حکومت کی باگ ڈور دلائی لامہ کے ہاتھ میں دے دی جاتی ہے۔

مذہب کی عجیب وغریب داستان

تبت میں جو عجیب وغریب مذہب رائج تھا، اس کی روایت بھی عجیب وغریب ہے، کہا جاتا ہے کہ ایک بندر نے ہمالیہ کو عبور کیا، ہمالیہ کے دوسری طرف اس کی ایک بھتنی سے مڈبھیڑ ہوئی، جس پر بندر نے فتح پائی اور بالآخر ان دونوں کی شادی ہوگئی، ان سے بچے پیدا ہوئے جن کو دیوتا شیرگ نے اپنی سرپرستی میں لے لیا، اور ان کی ایک ایسی خوراک سے پرورش کی، جس سے وہ درندوں کی شکل سے انسانوں کی شکل میں تبدیل ہو گئے، ان کی دم جھڑ گئی، ان کے جانوروں کے سے بال جھڑ گئے اور وہ سیدھے کھڑے ہو گئے، یہ تبت کے ابتدائی باشندے تھے، آجکل تبت کے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ دلائی لامہ دیوتا شیرگ کا اوتار ہے، بعض سائنسدانوں کا خیال ہے کہ اہل تبت ہی دنیا بھر کی قدیم ترین قوم ہیں، اور اسی قوم کے لوگ ہی دنیا کے دیگر ممالک میں دور دور تک پھیل گئے

پوجا کی سرزمین

آج کل تبت پوجا پاٹھ کی سرزمین ہے، بہت سے چکر لگائے گئے ہیں، جنہیں پرارتھنا چکر کہا جاتا ہے ان میں سے کچھ چکر تو بہت بڑے ہوتے ہیں، گانکا میں جو مٹھ ہے وہاں ایک ایسا چکر لگایا گیا ہے، جس پر دس لاکھ پرارتھنا کنندہ ہیں، ایک پجاری جو سر سے گنجا اور ہمیشہ خاموش رہنے والا ہوتا ہے، اس چکر کو پھراتا ہے جس وقت چکر چلتا ہے، ایک گھنٹی بجتی ہے۔

مجلسی رسم ورواج

تبت کے لوگ بہت غلیظ ہوتے ہیں، چونکہ ان کو پانی بہت کم میسر آتا ہے، اس لئے وہ سال بھر میں ایک دفعہ نہاتے ہیں، لوگوں کے مجلسی رسم ورواج بھی ..... عجیب ہیں، ایک عورت بیک وقت کئی کئی خاوند کر سکتی ہے، اگر کسی گھر میں بڑا بھائی شادی کر کے آئے تو اس کے تمام بھائی اس عورت کے خاوند سمجھے جاتے ہیں، صرف سب سے چھوٹا بھائی ہی اپنی عورت پر واحد حق رکھتا ہے اور جو بچے پیدا ہوتے ہیں سب سے بڑا بھائی ان بچوں کا باپ سمجھا جاتا ہے۔

ایڈیٹر صاحب پرکاش کا قابل تعریف فعل

۹ اکتوبر کو ایڈیٹر صاحب پرکاش نے اپنے ایک خط میں مجھے لکھا۔ کہ "قرآن کے ہندی ترجمہ کی ایک جلد درکار ہے، بذریعہ وی پی بھیجدیں" اس پر میں نے لکھا کہ اخبار میں آپ خواہ کچھ لکھیں مگر جب آپ کسی مسلمان کو بزنس کے طور پر کوئی خط وغیرہ لکھیں تو اس میں اس کے جذبات کا ضرور احترام ہونا چاہئے، مسلمان کبھی محض قرآن نہیں کہینگے بلکہ قرآن شریف یا قرآن مجید وغیرہ" مجھے خوشی ہے کہ صاحب موصوف نے معذرت کا ایک خط لکھا جس کا ضروری اقتباس درج ذیل ہے

"جناب من! ممکنے، مجھے معلوم نہیں کہ میں نے قرآن شریف نہ لکھکر قرآن محض اپنے خط میں لکھا ہو، اگر اس سے ایک مسلمان کے جذبات کو ٹھیس پہنچ سکتی ہے تو آئندہ اس امر کا خیال رکھونگا، مجھے معلوم نہ تھا، معاف کیجئے" ایڈیٹر صاحب پرکاش کی یہ معذرت موجب خوشی ہے، کیونکہ آج ہندوستان کا امن بہت حد تک اسی بات پر موقوف ہے کہ ہم ایکدوسرے کے جذبات کا احترام کریں، اور ایسا کر کے نہ صرف یہی کہ ہم ہندوستان میں اپنے تعلقات کو خوشگوار بنا کر امن پیدا کر سکتے ہیں، بلکہ ہمارے اخلاق پر بھی بہت اچھا اثر پڑ سکتا ہے، ہمارا ذاتی عقیدہ خواہ کچھ بھی ہو پھر بھی ہمارا یہ اخلاقی بلکہ مذہبی فرض ہے کہ ہم ایکدوسرے کے لئے

⁂ روادار بنیں، کیونکہ رواداری رواداری کو پیدا کرتی ہے، اگر میرا کوئی ہندو دوست قرآن مجید کہے تو کوئی وجہ نہیں کہ میں وید مقدس نہ کہوں، وہ کتاب جس کے لاکھوں نہیں کروڑوں ماننے والے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوٹ اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ!

اکسیر البدن رجسٹرڈ دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

بلاشبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھکر دنیا میں کوئی مصیبت نہیں اس سے نجات حاصل کرنے کیلئے آپ آج ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کردیں۔ کیونکہ دل میں نئی امنگ، اعضا میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا، کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور، نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس اکسیر پر ختم ہے ایکماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے۔ محصول ڈاک علاوہ

جناب ملک شیر محمد خانصاحب رئیس کوٹ رحمت خان ڈاکخانہ مومن، ضلع شیخوپورہ

سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے جسم میں جسقدر خطرناک عوارض تھے مثلاً فالج، پسلی کا درد، پیشاب کا جلن سے آنا، اکسیر البدن کی ذرا یہ سب کو آرام ہوگیا، آپ جس دیانتداری سے ادویات تیار کرتے ہیں، اسکی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپکی ادویات کی تعریف جو اشتہاروں میں درج ہے، ان کے اثرات اس تعریف سے بے انتہا بلند ہیں۔"

دنیا میں تو موتی سرمہ کی ہی دھوم مچ رہی ہے!

آج دنیا اس بات کو مان چکی ہے کہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے، ضعف بصر، کرکرے، جلن، جالا، پھولا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑ بال، ناخونہ، گوہا نجنی، رتوند، ابتدائی موتیا بند وغیرہ، غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے، جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھتے ہیں وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں، قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ۔

ایک جج صاحب بہادر نے بہت سا سرمہ مفت تقسیم کیا!

جناب ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب کنٹونمنٹ سپرنٹنڈنٹ، چھاؤنی فیروز

سے تحریر فرماتے ہیں کہ "آپ کا موتی سرمہ ایک سیشن جج صاحب بہادر کو استعمال کروایا گیا، اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا فائدہ دیا کہ وہ آپ کے موتی سرمہ کے گرویدہ ہی ہوگئے ہیں، اب وہ غربا میں بطور کار خیر مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں، لہٰذا آپ آدھ آدھ تولہ والی بارہ شیشیاں اور ایک شیشی تولہ والی بدیں خط ہذا بذریعہ وی پی جلد بھیجدیجئے۔"

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے، اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں، سونے کا کشتہ، کستوری، عنبر، یوہمبین وغیرہ، اس کے فوائد کے کیا کہنے، ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے، مفصلہ ذیل نئی و پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔

ضعف دل، ضعف دماغ، ضعف اعصاب، ضعف ہاضمہ، قبل از وقت بالوں کا سفید ہوجانا، دل کی دھڑکن، سر کا چکرانا، آنکھوں میں اندھیرا آنا، بیچینی، سستی، اداسی، ذرا سے کام سے دل کا کانپنا، جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک صرف بیس عدد روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر اکبر سے ۴۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا!

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی، ایک مریض کو جسکی عمر ۴۰ سال سے متجاوز ہوچکی تھی اور جسکو کمزوری تقریباً ۲۰ سال سے تھی، استعمال کرائی گئی، دوران استعمال میں حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی، یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اسکی صحت ایسی ہوگئی، جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔"

اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کرلیجئے، گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کردیتی ہے، سفر میں اس کی ایک شیشی کلاں آپ کے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے، کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں، اس کے ہر قطرہ میں آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے، اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے، سر کے درد، پسلی کے درد، گٹھیا کے درد، عرق النسا کے درد، معدہ کے درد، جگر کے درد، غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف ناسور، جلے ہوئے آبلوں، تلی، بخار، ہیضہ، بدہضمی کیلئے اکسیر، قصہ کوتاہ۔ قریباً دو صد امراض کا ایک ہی علاج ہے مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے، قیمت فی شیشی صرف دو روپے چار آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم کے ذریعہ جان بلب مریض کو شفا ہوگئی

جناب مسٹر خلیل الرحمن صاحب ایرایر آبزرویٹری آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں، کہ "میں نے تریاق اعظم نامی دوا آپ سے منگوائی، میں اس کی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے یہ تریاق ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا ضروری ہے، میرے پڑوس میں ایک جان بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی، اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں، جن میں آڑے وقت میں یہ تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی، آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کرکے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے اگر اسے "زندگی کا رہبر" کہا جائے تو بجا ہے، ایک شیشی کلاں جلد بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیں۔"

اکسیر لواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر مڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بناکر زندگی تلخ کردیتا ہے، اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے، جسے بدقسمتی سے اس نامراد مرض سے سابقہ پڑا ہو، ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو، زیادہ سے زیادہ چودہ روز کے استعمال سے جڑ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اکھاڑ کر غسیت و نابود کر دیتی ہے، قیمت تین روپے محصول ڈاک علاوہ

تین شیشی اور بھیجئے

جناب بابو محمد سالم اکبر صاحب ہیڈ کلرک اچھالپور نواب گنج سے تحریر فرماتی ہیں کہ "میں نے اپنے ایک دوست کیلئے پہلے بھی آپ سے اکسیر بواسیر نامی دوا منگوائی تھی جس سے وہ دوست ایک سال تک بالکل اچھے رہے ان کو دیکھکر اب اور مریضوں نے بھی خواہش ظاہر کی ہے، لہٰذا بدیں خط مزید تین شیشی اکسیر بواسیر بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیجئے"

اکسیر بچگاں

یہ دوا چھوٹے بچوں کیلئے واقعی اکسیر ہی ہے اسی لئے اسکا نام "اکسیر بچگاں" رکھا گیا ہے اسہال ہر قسم، پیچش اور بچوں کے سوکھا پن وغیرہ کیلئے یہ دوا بفضل ایزدی تیر بہدف ہے، سبز رنگ کے اسہال اور سوکھا پن وغیرہ سے اکثر بچے ضائع ہو جاتے ہیں، یہ دوا ان عوارض کیلئے تریاق ہے، اور پھر بڑی عمر والوں کیلئے بھی اسہال اور پیچش وغیرہ میں یہ بہت مفید ہے، قیمت فی شیشی صرف دو روپے، محصول ڈاک علاوہ۔

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں، اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں، تو آج سے ہی اس کا استعمال شروع کر دیں، جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح چمکاتا اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے، قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے ایک روپیہ۔ محصول ڈاک علاوہ۔

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کیلئے بے نظیر تحفہ ہے مفرح دل اور مقوی دماغ، جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے، بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد، دل ہر وقت دھڑکتا، سر چکراتا آنکھوں میں اندھیرا آتا، اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے، بے چینی، گھبراہٹ، سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو، جسم میں سخت کمزوری ہو، ان کیلئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا، ایک ماہ کی خوراک جس میں ۵ تولہ دوا ہے قیمت پانچ روپے، محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر معدہ

ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک، درد شکم، اپھارہ، آؤ گولہ، پیٹ کا گڑگڑانا، کھٹی ڈکاریں، جی کا مسلانا، قے، جگر و تلی کا بڑھ جانا، سر چکرانا، کرم شکم، اسہال، ریاح، کھانسی، دمہ کیلئے تیر بہدف ہے، دودھ، گھی، مکھن، بالائی، انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، دماغ، حافظہ، ذہن کو تقویت دینے، کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بینظیر چیز ہے، قیمت دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے، پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ، اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں، ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے، ایک دن گھر کا پائخانہ صاف نہ ہو، تو تمام گھر کی فضاء اسقدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے، یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے اگر ایک روز بھی کھلکر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے، قبض کشا گولیاں کیا ہیں گویا معدہ کی جھاڑو، ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے قیمت یکصد گولی دو روپے، محصول ڈاک علاوہ

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بری بلا ہے علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتی ہے، بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے، پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دینگی، قیمت یکصد گولی صرف دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

بتیس سالہ افیون کھانیکی وبا سے نجات مل گئی

مکرم جناب نور احمد خاں صاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر سانگلہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "آپ کی مرسلہ افیون چھڑاؤ گولیاں ایک شخص کو استعمال کرائی گئیں، یہ صاحب بتیس سال سے افیون کھانے کی وبا میں مبتلا تھے، ان کا افیون کھانا قریباً قریباً چھوٹ گیا ہے، گولیاں بہت مفید ثابت ہوئی ہیں، تھوڑی گولیوں کی اور ضرورت ہے، لہٰذا آپ یکصد گولیاں بدیں خط ہذا بھیجدیجئے۔

اکسیر جریان

اس نامراد مرض سے بڑھکر اور کوئی خطرناک روگ نہیں، یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے، سر میں درد، طبیعت سرد، چہرہ زرد، ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے دل اکتایا ہوا، بھوک مری ہوئی، غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ در گور بنا دیتی ہے، ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے، اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی، مگر محض بہلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت تین روپے رکھی جاتی ہے۔ محصول ڈاک علاوہ

بتیس سالہ احتلام جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب مگھال ڈاک خانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی، اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ ۲۰ سال کے امراض احتلام، جریان، سستی وغیرہ سب جاتی رہی، اللہ تعالےٰ اس ایجاد کیلئے آپ کو جزائے خیر دے"

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بیچینی ہوتی ہے، وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ در گور بنا دیتا ہے، لگجاتا ہے، ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے، جس کی بو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے جس طرح الاھول سے شیطان۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے، اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے، دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے کی قیمت ایک روپیہ چار آنہ۔ محصول ڈاک علاوہ۔

بال اڑانے کی خوشبودار دوائی

اس خوشبودار دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے ایک منٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بہ صفائی کمال جڑ سے دور ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ

پتہ کار:- مالک منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موتی کے روپیوں مول

آٹھ کتب کا سٹ اکٹھا خریدنے والوں کو صرف ۱۸ میں

آٹھ کتب کا سٹ اکٹھا خریدنے والوں کو صرف ۱۸ میں

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جس میں ہندوؤں کے کل عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) ستوتک (۷) اوتار (۸) گنو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ گگے۔ شری گرنتھ صاحب اور بابا نانک رح کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی بزور تردید کی ہے۔ اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب دل و جان سے مؤید تھے۔ مثلاً کلمہ طیبہ (۲) نماز و روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک رح صاحب (۹) حضرت بابا نانک رح کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ پھر اخیر پر اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطۂ خیال سے درج ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ شاہان اسلام گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے۔ اور سکھوں کے پانی کی جگہ انہوں نے اپنا پسینہ بہایا اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے بیس چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں ظاہر کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے یہ ایک بینظیر کتاب ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنہ۔ محصول ڈاک علاوہ۔

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے اسمیں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گزشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں۔ سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا۔ سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل میں سینہ سپر ہوئے، یہ رسالہ اسقدر مقبول ہوا کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا، تاکہ ہمارے سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں، قیمت صرف ۵ر۔ محصول ڈاک علاوہ۔

سکھ اور مسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور کا وہ لیکچر ہے جو گزشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ پر دیا گیا، اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا، یہ لیکچر اسقدر مقبول عام ہوا، کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا، ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا، اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے سکھوں میں تبلیغ کیلئے بہترین حربہ ہے۔ قیمت فی کاپی صرف آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے، جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا، جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا، اب دوستوں کے اصرار پر رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے، اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب و دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سکھوں کا اگر مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی، سکھ دوستوں کو دینے کے لئے بے نظیر تحفہ ہے قیمت صرف آٹھ آنے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آجتک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے، اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور بادنے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) صداقت اسلام پر پنڈت دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ، گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں، اور آج تک ان میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی، یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے، قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ محصول ڈاک علاوہ

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کی وبا کا جھکڑ چلا تھا، اسوقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کیلئے بہترین ثابت ہوئی تھی۔ اس کی تاثیر اور اس کی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں، کہ مسلم آؤٹ لک، زمیندار، سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ لکھا کہ آج تک جسقدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں یہ ان سب پر فائق ہے۔ مجھ سے اجازت لے کر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں اس کا ترجمہ کیا، اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے، پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا، اب ۱۰۸ ہے۔ کاغذ، لکھائی، چھپائی سب اعلیٰ ہے۔ قیمت غیر مجلد ۶ر جو تقریباً اصل لاگت ہے ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو، اس لئے اس کی قیمت تقریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم قیمت صرف ایک آنہ

گورو کی بانی (گورمکھی میں) " ایک آنہ

یہ آٹھ کتب کا سٹ جسکی قیمت پانچ روپیہ ایک آنہ ہوتی ہے اکٹھا خریدنے والوں سے صرف دو روپیہ آٹھ آنہ محصول ڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ ← منیجر اخبار نور، نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب